ہفت روزہ

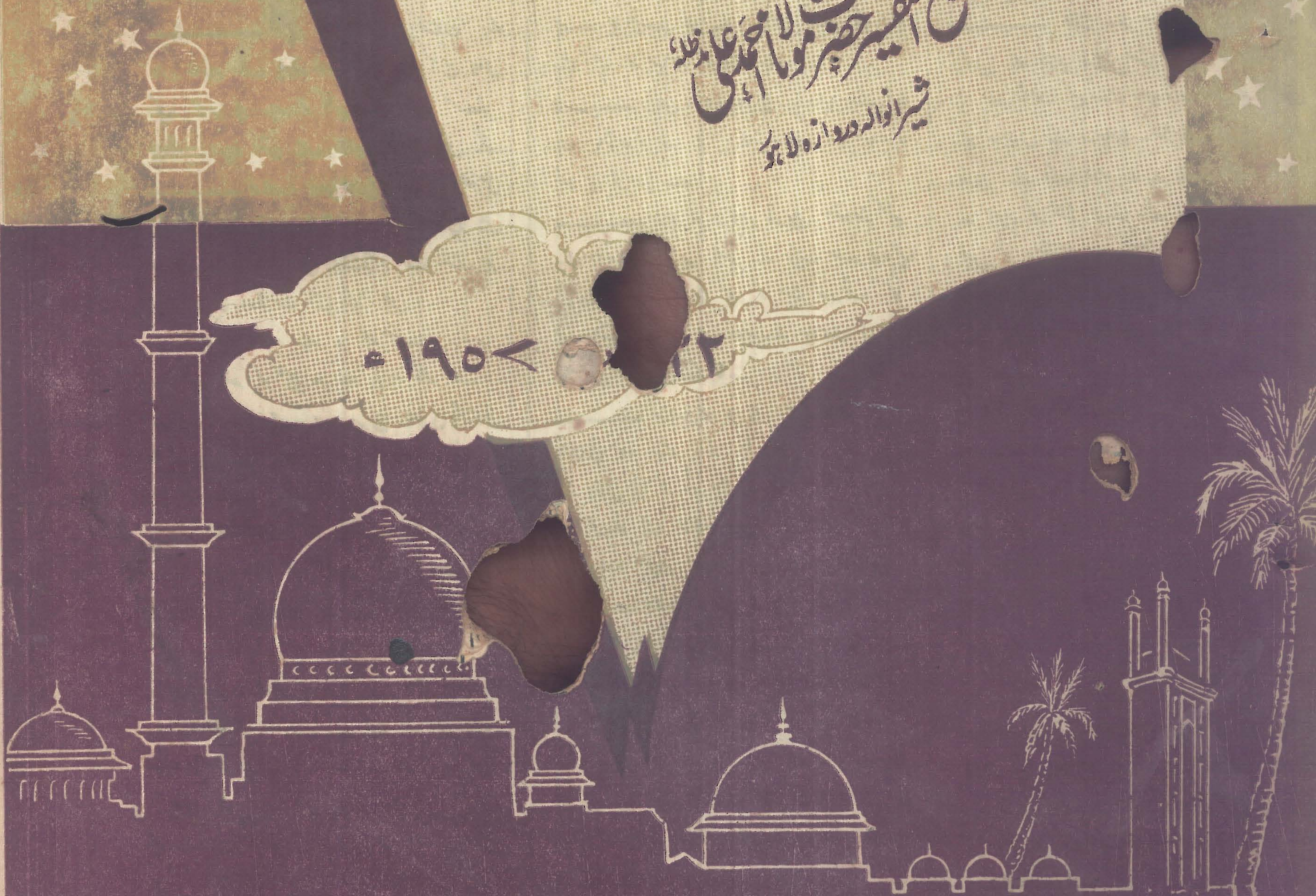
خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور



ہفتہ وار خبریں

——— لاہور- ۱۲ مارچ - مغربی پاکستان ہائیکورٹ کے ڈویژن بنچ نے لائلپور ڈسٹرکٹ بورڈ کے سات حلقوں کی انتخابی کارروائی روک دی ہے۔

——— کراچی - ۱۳ مارچ - اقوام متحدہ کے نمائندہ مسٹر جارنگ کل شام ۴ بجے کراچی پہنچ رہے ہیں - وہ کشمیر کے تصفیہ کے متعلق سلامتی کونسل کی ہدایت کے مطابق بھارت اور پاکستان کی حکومتوں سے بات چیت کریں گے۔

——— راولپنڈی - ۱۳ مارچ - تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں آئندہ ماہ کے لئے جنگی مشقوں کا ایک پروگرام بنایا گیا ہے - یہ مشقیں روس، چیکوسلواکیا اور کمیونسٹ چین کے فوجی ماہرین کی نگرانی میں ہوں گی

——— کراچی ۱۴ مارچ - پاکستان کے وزیر خارجہ ملک فیروز خاں نون نے آج یہاں امید ظاہر کی ہے کہ کشمیر کے متعلق مسٹر جارنگ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں گے۔

——— لاہور - ۱۴ مارچ - حکومت مغربی پاکستان نے تمام دفاتر میں ماہ رمضان میں ۲ اپریل سے یکم مئی سنہ ۱۹۵۷ء تک مندرجہ ذیل دفتری اوقات مقرر کئے ہیں۔

صبح ۸ بجے سے ۱ بجے تک

اور جمعہ کو صبح ۸ سے ½۱۲ بجے تک

——— کراچی - ۱۴ مارچ - مغربی پاکستان اسمبلی میں آج بجٹ پر عام بحث کے تیسرے دن ۱۲ ممبروں نے بحث میں حصہ لیا - مصطفےٰ شاہ گیلانی نے بجٹ پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اس بات کی شکایت کی کہ اسلامی [illegible] کو فروغ دینے کے لئے کوئی توجہ نہیں [illegible] گئی -

——— لاہور - ۱۴ مارچ - لوکل باڈیز کے اساتذہ کی ۱۴ روزہ ہڑتال آج سہ پہر لاہور میں ختم ہو گئی - اساتذہ نے صوبائی وزیر بلدیات کی اس یقین دہانی کے بعد ہڑتال ختم کی ہے کہ اُن کے مطالبات پر ہمدردی سے غور کیا جائے گا۔

——— کراچی - ۱۴ مارچ - کشمیر کے متعلق اقوام متحدہ کے نمائندے مسٹر جارنگ نے آج پاکستان کے لیڈروں سے کشمیر کے متعلق بات چیت کا دوسرا دور شروع کیا۔

——— تل ابیب - ۱۲ مارچ - اسرائیل نے آج اقوام متحدہ کو خبردار کیا ہے کہ اسرائیل غازہ میں مصری گورنر کا تقرر برداشت نہیں کریگا

——— جکارتا - ۱۲ مارچ - انڈونیشیا کی خبروں میں اعلان کیا گیا ہے - کہ انڈونیشیا کے جنوبی بورنیو میں بھی بغاوت ہو گئی اور باغیوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہے -

——— رباط - ۱۲ مارچ - فرانس اور مراکش کی حکومتیں پانچ الجزائری رہنماؤں کی گرفتاری کی تحقیقات کے لئے ایک مشترکہ کمیشن قائم کرنے پر متفق ہو گئی ہیں -

——— جکارتہ - ۱۴ مارچ - آج انڈونیشی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس نے مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا ہے - اس فیصلے کی وجہ انڈونیشیا کا سیاسی بحران ہے

——— عمان - ۱۳ مارچ - اردن نے آج سے باقاعدہ طور پر برطانیہ سے اپنا معاہدہ منسوخ کر دیا ہے -

——— سری نگر - ۱۴ مارچ - مقبوضہ کشمیر کے نام [illegible] وزیر اعظم نے ایک جلسہ عام میں تقریر [illegible] ئے کہا کہ مسٹر جارنگ کا بھی مقبو[illegible] میں دوسرے سیاحوں کی طرح ا[illegible] ئے گا -

——— کنبرا - ۱۴ مارچ - سیٹو کانفرنس میں پاکستانی وفد کے قائد مسٹر امجد علی نے گزشتہ روز یہاں کہا کہ اگر مسٹر جارنگ مسئلہ کشمیر کو [illegible] کرنے میں ناکام رہے تو پاکستان اس مسئلہ [illegible] دوبارہ اقوام متحدہ میں لے جائے گا۔

——— جکارتا - ۱۴ مارچ - انڈونیشیا کے صدر [illegible] نو نے تمام ملک میں جنگی صورت حال [illegible] اعلان کر دیا ہے - اس حکم کے تحت تمام انڈونیشیا میں مارشل لا نافذ ہو گیا ہے -

——— سرینگر - ۱۶ مارچ - محاذ رائے شماری کے جنرل سیکرٹری غلام محی الدین نے آج یہاں کہا ہے کہ مقبوضہ کشمیر قیدیوں کا وسیع کیمپ بنا ہوا ہے -

——— برلن - روس نے مشرقی جرمن حکومت کو مطلع کر دیا ہے کہ اگر مشرقی برلن میں روسی فوج کو کوئی خطرہ لاحق ہوا تو روس فوجی کارروائی کرنے میں کوئی تامل نہ کریگا۔

——— سرینگر - ۱۶ مارچ - مقبوضہ کشمیر کے نام نہاد وزیر اعظم نے آج برطانوی پارلیمنٹ کے ممبروں مسٹر بنڈ اور مسٹر فرانگ ڈمنی سے کشمیر کے بارے میں بات چیت کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

——— نیویارک - ۱۶ مارچ - گزشتہ روز اقوام متحدہ کے ایک اعلان میں بتایا گیا ہے - کہ نہر سویز کی صفائی ۱۰ اپریل تک مکمل ہو جائے گی۔

——— نیویارک - ۱۷ مارچ - اقوام متحدہ میں اسرائیلی حلقوں نے بتایا ہے کہ گزشتہ چند دن کے اندر امریکہ کی طرف سے خلیج عقبہ میں جہاز رانی اور غازہ میں اقوام متحدہ کے رویہ کے مطابق اسرائیل کو تازہ یاد دہانیاں کرائی گئی ہیں -

——— نیویارک - ۱۷ مارچ - اقوام متحدہ میں یونان کے مستقل نمائندہ نے کہا ہے کہ برطانیہ کو یقین ہو چکا ہے کہ قبرص پر اپنا نو آبادیاتی تسلط برقرار رکھنے کے لئے ظلم و تشدد کے سوا کوئی چارہ نہیں -

——— کلکتہ ۱۷ مار[illegible] آج یہاں مغربی بنگال کے وزیر اعلےٰ مسٹر [illegible] رائے اور ان کے مخالف کمیونسٹ امیدوار مسٹر محمد اسمٰعیل کے حامیوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں - ان لوگوں نے ایک دوسرے پر پتھراؤ کیا - پولیس نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے کئی بار آنسو گیس کا استعمال اور لاٹھی [illegible] ج کیا -

——— کراچی - ۱۶ مار[illegible] - سرکاری ذرائع سے اس امر کا پتہ چلا ہے کہ معاہدہ بغداد کی وزارتی کونسل کا اجلاس اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں پاکستان میں ہوگا -

——— سیا[illegible] ٹ - ۱۷ مارچ - جموں و کشمیر ایڈیٹرز کانفر[illegible] کے صدر نے ایک بیان میں اقوام متحدہ کے نمائندہ مسٹر جارنگ پر زور دیا ہے کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے پنڈت نہرو کو مجبور کریں کہ وہ مقبوضہ جموں و کشمیر میں مسلم اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی مہم ترک کر دیں -

——— ڈھاکہ ۱۷ مارچ - آج مشرقی پاکستان اسمبلی نے ایک بل منظور کر لیا - جس کی رو سے پٹسن کی تجارت کے لئے ایک کارپوریشن قائم کی جائیگی جو سرکاری ادارہ کی حیثیت سے کاروباری انداز پر کام کرے گی -

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲ | ۱۹- شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۲- مارچ ۱۹۵۷ء | شمارہ ۴۵

جارنگ مشن

حفاظتی کونسل کے صدر مسٹر جارنگ، کونسل کی قرار داد کو عملی جامہ پہناتے ہوئے برصغیر ہند و پاکستان کے دورہ پر آئے ہوئے ہیں۔ قضیہ کشمیر کے سلجھاؤ کے پیش نظر آپ دونوں ممالک میں دورہ کر کے حالات کا جائزہ لیں گے۔ اور واپسی پر اپنی رپورٹ کونسل کے رو برو رکھیں گے۔ آجکل وہ حکومت پاکستان کے ارباب اختیار سے گفت و شنید میں مشغول ہیں۔ اور چند دنوں کے بعد نئی دہلی تشریف لے جائیں گے۔

[illegible] پاکستان کے موقف کا تعلق [illegible] پاکستان نے اسے کھلے اور واضح الفاظ میں کونسل کے سامنے پیش کیا تھا۔ اب تک جو قرار دادیں کونسل میں پیش ہوئیں وہ کم و بیش پاکستان کے نکتۂ نظر کی تائید میں تھیں۔ اب برصغیر کے عم[illegible]لات اقوام متحدہ کے نمائندہ خود دیکھ لیں گے۔ سوء اتفاق سے مسٹر جارنگ نے سفیر کی حیثیت سے ہند و پاکستان میں چار پانچ سال گزارے ہوئے ہیں۔ اور وہ بین المملکتی زبان اردو سے بھی واقف ہیں۔ اس لئے ان کو [illegible] کا معاملہ ذہن نشین کرنے میں دیر نہیں [illegible]۔

ریاست کشمیر کے ساتھ ہندوستان کے رویّہ کے متعلق وہ خود حفاظتی کونسل میں سب کچھ سن چکے ہیں۔ تین باتیں یقیناً ان کے دل نشین ہوگئی ہونگی۔ ایک تو یہ کہ ہندوستان اقوام متحدہ کے منشور کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے ریاستی باشندوں کو حق خود ارادیت دینے سے انکار کر رہا ہے۔ اور وہ چالیس لاکھ انسانوں کی منشا کے خلاف کشمیر کو ہندوستانی علاقہ میں مدغم کر رہا ہے۔ دوسری یہ کہ جو ہندوستان دنیا کے بڑے ممالک امریکہ۔ برطانیہ اور فرانس وغیرہ پہ ملوکیت پرستی کا الزام لگاتے نہیں تھکتا خود کمال ڈھٹائی سے کشمیر پر تسلّط جما کر اپنی ملوکیت پرستی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور تیسری یہ کہ ہندوستان اقوام متحدہ کے فیصلوں کا پرچار ببانگ دہل کیا کرتا ہے۔ اگر کوئی ملک اقوام کے فیصلہ سے روگردانی کرے۔ تو ہندوستان امن سوز حرکت اور تیسری جنگ کے نعرے لگانا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن ہندوستان کے سامنے

شہدائے ختم نبوّت

جنہوں نے ناموسِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کے لئے سنگینوں کے سامنے اپنے سینے پیش کئے۔ ہم ان شہدائے ختم نبوّت کے لئے بہ صمیم قلب دُعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اُن کو درجاتِ علیا عطا فرمائیں۔ آمین یا الہٰ العالمین۔

اگر اقوام کا فیصلہ ہو تو ہر ممکن طریقہ سے اغماض کرتا ہے

مسٹر جارنگ ہندوستان پہنچ کر نئی دہلی والوں کے تیور دیکھ لیں [illegible] حکومت پاکستان ان سے درخواست کر[illegible]رف ہندوستانی رہنماؤں کو نہ ملیں [illegible]گر جاکر آزادانہ طور پر کشمیر کے سیا[illegible] بات چیت کریں۔ انہیں یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی کہ مقبوضہ کشمیر میں کن حالات کا دور دورہ ہے عوام اور حکومت میں کس قدر مفاہمت ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آیا [illegible] حق خود ارادیت لینے کے حق میں [illegible]

ہمارا مطالبہ ہے کہ مسٹر [illegible] لیڈر اور بھارتی وزیر اعظم کے [illegible] شیخ محمد عبد اللہ سے ملے بغیر سرینگر [illegible] واپس نہ ہوں۔ ان کا خط انہوں نے کونسل کے اجلاس کے دنوں میں ملاحظہ کیا ہوگا۔ یہ واضح رہے کہ شیخ عبد اللہ پاکستانی نکتۂ نظر کے نمائندہ نہیں ہیں۔ وہ صرف کشمیر کے لیڈر ہیں۔ لیکن ہمارا یقین ہے کہ وہ پاکستان کے حق و صداقت پر مبنی دعوے کی تصدیق پر مجبور ہونگے۔ حال ہی میں ان کا بیان جو کلکتہ سے شائع ہوا تھا۔ انھوں نے اس پر افسوس ظاہر کیا تھا کہ اقوام متحدہ نے پاکستان کے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کیا۔ جس میں اس نے مطالبہ کیا تھا کہ آزادانہ رائے شماری کے لئے وادیٔ کشمیر میں اقوام متحدہ کی فوج کی موجودگی ضروری ہے۔

فحاشی کی ترویج — حکومت کی سرپرستی میں؟

دارالعلوم علی گڑھ کی بنیاد علوم اسلامیہ کی تعلیم اور اشاعت پر رکھی گئی تھی۔ اس کے فارغ التحصیل طلباء اگر آج کوئی اس دارالعلوم کی یاد منائیں تو یہی مقاصد ان کے پیش نظر ہونے چاہئیں۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ وہ علی گڑھ جس کے نام سے علی برادران، حسرت موہانی، صاحبزادہ آفتاب احمد خاں جیسے بزرگوں کی صورتیں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں۔ اسی علی گڑھ کی ثقافت کا نام لے کر ملتان میں فحاشی اور رقص کا میلہ رچایا جا رہا ہے۔

اگر یہ ایسے چند بدنام کنندگان علی گڑھ کی طرف سے ہوتا تو ہم نوٹس نہ لیتے لیکن خاص امر یہ ہے کہ اس محفل رقص و سرود کو حکومت کے بڑے بڑے افسران کی سرپرستی حاصل ہے۔

ہم تین وجوہات کی بنا پر حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اس محفل کے انعقاد کو فوراً منسوخ کر دے۔

اولاً یہ کہ فحاشی اور ناچ رنگ کی محفل علی گڑھ کے نام سے وابستہ ہے۔ اس کے وہی اولڈ بوائز نہیں جو اس محفل میں ناچینگے بلکہ پاکستان میں سینکڑوں دوسرے وابستگان علی گڑھ بھی موجود ہیں جن کے جذبات بُری طرح مجروح ہو رہے ہیں، حکومت کا فرض ہے کہ ان کے احساسات کی قدر کرتے ہوئے اپنی حقیقت شناسی کا ثبوت دے۔ اور دوسرے ہمارا ملک جمہوریہ اسلامیہ بن چکا ہے۔ چونکہ اس محفل میں سرکاری کارندے موجود ہونگے۔ لہٰذا ان کی شمولیت اس محفل کو سرکاری حیثیت دے دے گی اور یوں جمہوریہ اسلامیہ بدنام ہوگی۔

تیسرے یہ کہ ملک کے دین دار طبقہ نے اس محفل کے انعقاد کے اعلان پر غیظ و نفرت کا اظہار کیا ہے۔ حکومت کا فرض ہے کہ عوامی جذبات سے کسی کوتاہ نظر کو کھیلنے کی اجازت نہ دے۔ ورنہ اس کے نتائج حکومت کے لئے سودمند نہ ہونگے۔

(باقی صفحہ [illegible] پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۴۔ شعبان ۱۳۷۶ھ ۱۵۔ مارچ ۱۹۵۷ء

انسانِ کامل کے چار اخلاق

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا [redacted] علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

امام المحدثین عمدۃ المحققین قدوۃ الصالحین کاشف اسرار الشریعۃ المصطفویۃ اعنی الحضرۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی نے فلسفہ شریعت کی بے نظیر اور جامع کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ احکام شرعیہ میں انسان کے چار اخلاق کی تکمیل پیش نظر رکھی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ طہارۃ۔ اخبات۔ سماحۃ۔ عدالت۔ یعنی انسان درجہ کمال تک تب پہنچتا ہے۔ جب ان چار اخلاق میں کمال حاصل کرے۔

اس کے بعد

وہ انسان کامل۔ رحمۃ للعالمین کا سچا متبع۔ مقبول بارگاہِ الٰہی۔ جنت کا وارث ایسے القاب سے ملقب ہونے کا اہل سمجھا جائیگا۔

خلق طہارت

طہارۃ کی معنی پاکیزگی ہے۔ طہارۃ کی دو قسمیں ہیں۔ طہارۃ ظاہری اور باطنی طہارۃ ظاہری یہ ہے۔ کہ انسان کا ظاہری وجود بول و براز کی نجاست سے پاک ہو۔ طہارۃ ظاہری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد نبوی استنزھوا من البول ؟ ترجمہ پیشاب سے پرہیز کرو۔ کہیں بدن یا کپڑے پر اس کا کوئی قطرہ لگنے نہ پائے۔ پرہیز نہ کرنے والوں کے لئے یہ سزا فرمائی۔ " فان عامۃ عذاب القبر منہ ؟ " ترجمہ۔ پس تحقیق اکثر قبر کا عذاب اس گناہ کے سبب سے ہوتا ہے۔ اس سزا کے سننے سے معلوم ہوا۔ کہ پیشاب سے پرہیز نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ قاعدہ یہ ہے۔ کہ گناہ کبیرہ کرنے والا توبہ کئے بغیر مرجائے تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

طہارۃ باطنی

یہ ہے کہ انسان کے دل کے اندر جو نجاستیں ہیں ان سے اس کا دل صاف ہو جائے۔ دل کی نجاستیں کتنی طرح کی ہیں۔ برادرانِ اسلام کی اطلاع کے لئے ان کی تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اطلاع پانے کے بعد اپنے دل کو ان نجاستوں سے پاک کرنے کی کوشش کریں۔ دل کو پاک کرنے کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ) ؟ ترجمہ۔ بیشک جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ خراب ہو جائے۔ تو سارا وجود خراب ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا وجود ٹھیک ہو جاتا ہے۔ خبردار وہ دل ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان کے سارے وجود کی اصلاح دل کی اصلاح پر موقوف ہے۔ دل کی نجاستوں [illegible] تفصیل

[illegible]

(ذٰلِكَ هُدَى [illegible] يَهْدِي بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○) سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷ ترجمہ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے [illegible] ہے۔ اس پر چلاتا ہے۔ اور اگر یہ [illegible] تے۔ تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا [illegible] ضائع ہو جاتا۔

حاصل

یہ نکلا [illegible] شرک کرنے سے انسان کی سب نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

دوسری

نجاست کفر ہے۔ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰۤٮِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○) سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴ ترجمہ۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے۔ جو برے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں [illegible] کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ کفر کے سبب سے سب نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ شرک اور کفر کو دل کی نجاستوں میں شمار کیا گیا ہے۔ حالانکہ شرک اور کفر تو زبان سے یا دوسرے اعمال ہی سے ثابت ہوا کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ انسان کے اعمال اس کی ہیئات نفسانیہ کی شرح ہوتے ہیں۔ مثلاً حُبّ اور بُغض یعنی دوستی اور دشمنی در اصل د[illegible] ہوتی ہے۔ البتہ اس کا ظہور ظاہری [illegible]عمال ہی سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً آپ کا ایک دوست آیا۔ آپ کے دل میں جس کی محبت ہے۔ آپ سلام کا جواب دے کر اس سے کہیں گے۔ آج تو بڑا [illegible] مبارک دن ہے۔ کہ آپ تشریف [illegible] لائے۔ آپ کے تشریف لانے سے دل باغ باغ ہوگیا ہے۔ اور اگر آپ کے دل میں آنے والے سے عداوت ہے تو اسے سلام کا جواب بھی غالباً نہیں دیں گے۔ اس کے بعد اسے کہیں گے۔ [illegible] سے فوراً چلے جاؤ۔ میں تو تمہاری شکل بھی دیکھنا نہیں چاہتا۔

تیسری

نجاست نفاق اعتقادی ہے۔ یعنی بظاہر تو مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر دل میں اسلام سے (نعوذ باللہ) نفرت ہے۔ اور کبھی کبھی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکال دیتا ہے۔ جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس شخص کے دل میں اسلام کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ مثلاً کہتا ہے کہ قرآن مجید میں چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا وحشیانہ اور غیر معقول ہے۔ قرآن مجید میں سود خواری کو جو حرام

کیا گیا ہے۔ یہ چیز غلط ہے۔ اس کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی

نجاست ریا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اَلشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ) ترجمہ بیشک سب سے بڑا خطرہ جو مجھے میری اُمّت کے متعلق ہے وہ چھوٹا شرک ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھوٹا شرک کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ریا۔ یعنی جو کام اللہ تعالےٰ ہی کے لئے کرنا چاہیئے تھا۔ اسے لوگوں کو دکھلانے کے لئے کیا جائے تاکہ لوگوں میں نام و نمود ہو اور لوگ تعریف کریں۔ آپ اندازہ لگائیں۔ کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑا خطرہ فرما رہے ہیں۔ وہ چیز کتنی خطرناک ہو گی۔ چونکہ اکثر مسلمان کتاب و سُنّت کی تعلیم سے ناآشنا ہیں۔ اس لئے نیکی کا کام جو کرتے ہیں۔ اس میں شیطان ریاء داخل کر دیتا ہے۔ اور جہالت کے باعث مسلمان کو نیکی کے کام میں اس زہر کے مل جانے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ یہ سمجھتا ہے [illegible] میں نے بہت بڑا نیکی کا کام کیا ہے [illegible] میری آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گا۔ حالانکہ وہ کام بارگاہ الٰہی میں ریا کے باعث قبول ہی نہیں ہُوا۔

مثلاً

(۱)

ایک [illegible]لتمند ایک عالی شان مسجد بناتا ہے۔ جس پر دل کھول کر روپیہ صرف کرتا ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے آخرت میں اس کے عوض بہشت میں محل عطا فرمائے گا۔ اور شیطان اس دولتمند کے دل میں [illegible] خیال ڈال دیتا ہے کہ لوگوں میں میری شہرت بھی ہو جائیگی۔ کہ فلاں شخص نے بڑی عالیشان مسجد بنوائی ہے۔ یہی ریا ہے۔ اگر وہ دولتمند کسی عالم ربانی کا صحبت یافتہ نہیں ہے تو اس خیال کی تردید نہیں کریگا۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ وہ مسجد ریا کے دل میں آنے اور اس کی تردید نہ ہونے کے باعث بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں ہوگی۔ اور اس دولتمند کو اجر تو نہیں ملے گا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ ناراض ہوگا۔ کہ میرا دیا ہُوا مال ریا کے طور پر کیوں خرچ کیا گیا۔

(۲)

ایک شخص کسی اسلامی کام میں دل کھول کر چندہ دیتا ہے۔ یہ چندہ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے دیتا ہے۔ مگر شیطان اس کے دل میں یہ خیال ڈال دیتا ہے۔ کہ لوگ مجھے اچھا یا نیک آدمی خیال کرینگے۔ بس یہی ریا ہے۔ اگر کسی اللہ تعالےٰ کے نیک بندے کا تربیت یافتہ ہوگا تو اسے رد کر دے گا۔ اگر رد نہ کیا۔ تو ریا کے باعث وہ چندہ نیکی میں شمار نہیں ہوگا۔ بلکہ ریا کے باعث الٹا جرم ہو جائے گا۔

پانچویں

نجاست کبر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبر کی تفسیر (بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ) بیان فرمائی ہے۔ ترجمہ۔ سچی بات کے ماننے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔ اور آپ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کبر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ (عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَّنَعْلُہٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ) رواہ مسلم۔ ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جس شخص کے دل میں ذرّے جتنا بھی کبر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہیں جائے گا۔ پھر ایک شخص نے عرض کی [illegible] آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا [illegible] کا جوتا اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ بیـ[illegible] تعالےٰ حسین ہے۔ اور حسن کو پسند فرما[illegible]ق کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔ اللھم اعذنا منہ

چھٹی

نجاست عُجب (خود پسندی) ہے۔ کہ اپنی کامیابی کو اللہ تعالےٰ کا فضل نہ سمجھے بلکہ اپنی محنت کا نتیجہ خیال کرے۔ [illegible] عُجب کا مریض تھا۔ وہ دولت کـ[illegible] اور اپنی دانائی کا نتیجہ خیال کرتا [illegible] اس کی قوم میں سے اللہ کے نیک [illegible] اسے سمجھا رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے تمہیں یہ رزق دیا ہے۔ جب وُہ عُجب (خودپسندی) کے مرض سے تائب نہیں ہُوا۔ تو اللہ تعالیٰ کا غضب اس پر نازل ہُوا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کو مع اس کے سب خزانوں اور اس کی جائداد کو زمین میں غرق کر دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ساتویں

نجاست حسد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ (اِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ) ترجمہ بیشک حسد اس طرح نیکیوں کو کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

دوسرا خلق اخبات

اخبات کے معنی عاجزی کرنا ہے۔ اس خلق کا ذکر مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ (اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰی رَبِّھِمْ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ) سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲ ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی۔ وہ جنت میں رہنے والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ داخلہ جنت کے لئے خُلق اخبات پیدا کرنا ضروری ہے۔

نماز میں خلق اخبات

ہی کی مومن سے تکمیل کرائی جاتی ہے۔ (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ جوڑ کر اللہ تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ (۲) مسنون دعا میں اللہ تعالےٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ (۳) پھر دُنیا میں ہر خوبی اور بھلائی [illegible] آتی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ ہی کی طرف منسوب کرکے اسی کی تعریف کرتا ہے۔ (وَبِحَمْدِکَ) (۴) فقط اللہ تعالےٰ ہی کی بزرگی کا اقرار کرتا ہے (وَتَعَالٰی جَدُّکَ) (۵) پھر اقرار کرتا ہے۔ کہ تیرے سوا میرا کوئی معبود نہیں ہے (وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ) (۶) پھر اپنے دشمن (شیطان) کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ کی پناہ لیتا ہے (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) (۷) پھر قرآن مجید پڑھنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ اور اس کی دو صفات کا اقرار کرتا ہے۔ الرَّحْمٰنِ اور الرَّحِیْمِ جن کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے اللہ سارے جہان میں عمومی اور خصوصی رحمتوں کا منبع فقط تیری ذات ہے۔ (۸) اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کی تلاوت شروع کرتا ہے۔ یہ آٹھ نمبر جو میں نے عرض کئے ہیں۔

سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ جوڑ کر انسان نے ادا کئے ہیں۔ اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی کرنے کا سبق پڑھایا جا رہا ہے (۹) پھر اللہ اکبر کہہ کر سر جھکا دیتا ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکا رہا ہے۔ اس حالت میں بھی اپنی عاجزی اور اللہ جلّ شانہٗ کی عظمت کا عملی ثبوت پیش کر رہا ہے۔ (۱۰) پھر رکوع میں اس امر کا اقرار کر رہا [illegible] کہ میرا رب عظمت والا ہر عیب سے پاک ہے۔ (۱۱) پھر رکوع سے اٹھ کر کھڑا ہونے کے وقت اس امر کا اعلان کرتا ہے کہ جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے وہ اس کی تعریف کے کلمات کو ہرجائی ہونے کے لحاظ سے سُنتا ہے۔ گویا کہ نمازی یہ اقرار کر رہا ہے۔ کہ ہرجائی ہونے کی شان فقط میرے اللہ ہی میں ہے (سمع اللہ لمن حمدہ) (۱۲) اس اعلان کے بعد پھر خود اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے۔ (ربنا لک الحمد) (۱۳) پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ سجدہ کرتے وقت یہ ثابت کرتا ہے کہ میرا خدا اس قدر عالی مرتبہ ہے کہ میں اپنا سر جو اشرف الاعضاء ہے اس کے سامنے زمین پر رکھتا ہوں۔ جو درجہ میں مجھ سے بہت ہی کمتر ہے۔ یہ تیرہ نمبر جو میں نے گنوائے ہیں۔ یہ نماز کی ایک رکعت کے اندر پائے جاتے ہیں۔ اور انسان کو نماز کے پانچوں وقتوں میں اپنے اس عجز کا عملی ثبوت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

تیسرا خلق سماحت

ہے۔ سماحت کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھائے مگر ان نعمتوں کو دنیا کی زندگی کا نصب العین نہ بنائے۔ زندگی کا نصب العین فقط رضاء مولیٰ ہی رہے۔ اور اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تو ان نعمتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا [illegible] حاصل کرنے میں بھی صرف کرے۔ اس طریق کار سے یہ ثابت ہوگا۔ کہ اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی رضا دنیوی نعمتوں سے زیادہ محبوب اور مقصود ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے میں اسی خلق سماحت کا ثبوت ملتا ہے۔ کہ یہ شخص اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتا ہے۔

زکوٰۃ ادا کرنے پر نجات کا مدار

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ سورہ النساء رکوع ۲۳ پ ۶

ترجمہ۔ لیکن ان (یہودیوں) میں سے جو علم میں پختہ ہیں۔ اور مسلمان ہیں۔ سو مانتے ہیں۔ اس کو جو تجھ پر نازل ہُوا۔ اور جو تجھ سے پہلے نازل ہو چکا ہے۔ اور نماز قائم کرنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم بڑا ثواب عطا فرمائیں گے۔

حاصل

اس آیت مبارکہ میں اجر عظیم پانے والوں کی جو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں ایک زکوٰۃ ادا کرنا بھی شمار کی گئی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوگیا۔ کہ رضاء الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کی شرائط میں ایک مالی خرچ کرنا بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کیلئے زکوٰۃ کے ادا کرنے کی شرط

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۱۹ پارہ ۹

ترجمہ اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے [illegible] رحمت ان کے لئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے [illegible] زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور جو [illegible] ایمان لاتے ہیں۔ حصول رحمت [illegible] گئے یہ شرطیں در اصل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے تجویز کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک زکوٰۃ کا ادا کرنا بھی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ [illegible] امت کے لئے حصول نجات [illegible] زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے [illegible] سی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کے لئے بھی یہ شرط لازمی تھی۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكٰوتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِیْ شِدْقَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ الاٰية رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کو اللہ مال دے۔ پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے گنجے سانپ کی شکل میں بنادیا جائے گا۔ اس سانپ کی آنکھوں کے اُوپر دو نقطے سیاہ ہونگے۔ قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق کی طرح پڑ جائیگا۔ پھر اس کی دونوں باچھوں کو پکڑے گا۔ پھر (وہ سانپ) کہے گا۔ میں تیرا ہی مال ہوں میں تیرا ہی خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ۔ الاٰية۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ صُفِّحَتْ لَهٗ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ فَاُحْمِیَ عَلَيْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوٰی بِهَا جَنْبُهٗ وَجَبِيْنُهٗ وَظَهْرُهٗ كُلَّمَا رُدَّتْ اُعِيْدَتْ لَهٗ فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى [illegible] وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ ا[illegible] فَالْاِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ اِبِلٍ لَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ اَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ [illegible] مِنْهَا فَصِيْلًا وَاحِدًا تَطَؤُهٗ بِاَخْفَافِهَا [illegible] وَتَعَضُّهٗ بِاَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [illegible] فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّیْ مِنْهَا حَقَّهَا اِلَّا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطَحُهٗ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهٗ بِاَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ اُخْرَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرٰى سَبِيْلُهٗ اِمَّا اِلَى الْجَنَّةِ وَاِمَّا اِلَى النَّارِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْخَيْلُ قَالَ فَالْخَيْلُ ثَلٰثَةٌ هِیَ لِرَجُلٍ وِزْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَهِیَ لِرَجُلٍ

اَجْرٌ فَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ وِزْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا
رِیَاءً وَّ فَخْرًا وَّنِوَاءً عَلٰی اَهْلِ الْاِسْلَامِ
فَهِیَ لَهٗ وِزْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ سِتْرٌ
فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَمْ یَنْسَ
حَقَّ اللّٰهِ فِیْ ظُهُوْرِهَا وَلَا رِقَابِهَا فَهِیَ لَهٗ
سِتْرٌ وَاَمَّا الَّتِیْ هِیَ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فِیْ مَرْجٍ
وَرَوْضَةٍ فَمَا اَكَلَتْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَرْجِ اَوِ
الرَّوْضَةِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَدَدَ
مَا اَكَلَتْ حَسَنَاتٌ وَكُتِبَ لَهٗ عَدَدَ اَرْوَاثِهَا
وَاَبْوَالِهَا حَسَنَاتٌ وَلَا تَقْطَعُ طِوَلَهَا فَاسْتَنَّتْ
شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ
اٰثَارِهَا وَاَرْوَاثِهَا حَسَنَاتٍ وَلَا مَرَّ بِهَا صَاحِبُهَا
عَلٰی نَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَا یُرِیْدُ اَنْ یَّسْقِیَهَا
اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عَدَدَ مَا شَرِبَتْ حَسَنَاتٍ
قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالْحُمُرُ قَالَ مَا اُنْزِلَ
عَلَیَّ فِی الْحُمُرِ شَیْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْفَاذَّةُ
الْجَامِعَةُ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا
یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ

(رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابی ہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص سونے یا چاندی کا مالک ہو۔ اور وہ اس [illegible] کو ادا نہ کرے۔ (یعنی زکوٰۃ نہ دے) [illegible] قیامت کے دن اس کے لئے (اس سونے چاندی کی تختیاں بنائی جائیں گی۔ جن کو آگ میں تپایا جائے گا۔ اور ان تختیوں سے اس کے پہلوؤں اور پیشانی اور پیٹھ کو داغ دیا جائیگا۔ اور جب وہ ٹھنڈی ہو جائینگی۔ تو پھر [illegible] کی آگ میں گرم کیا اور تپایا جائیگا۔ اور پھر داغ دیا جائیگا۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور یہ دن جس روز ایسا کیا جائیگا۔ اتنا بڑا ہوگا۔ جس کی مقدار دُنیا کے پچاس ہزار سالوں کے برابر ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کا [illegible] کتاب ختم ہو جائیگا۔ اور بہشت میں جانے والوں کو بہشت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائیگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سُن کر آپؐ سے پوچھا گیا۔ کہ یا رسول اللہ اونٹوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اُونٹوں والا بھی اگر اُونٹوں کے حق (زکوٰۃ) کو ادا نہیں کرے گا۔ اور اُونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز اُن کو پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوہا جائے (اور مسکینوں کو پلایا جائے) تو قیامت کے دن اُونٹوں کے مالک کو مُنہ کے بل اوندھا اُونٹوں کے سامنے ایک ہموار میدان میں ڈالا جائے گا۔ اور اُس کے سامنے اُونٹ مع بچوں کے وہاں موجود ہونگے۔ اور اونٹوں کا مالک ان میں سے ایک کو بھی کم نہ پائیگا یہاں تک کہ ایک بچہ بھی کم نہ ہوگا۔ اور یہ اُونٹ اور بچے جو خوب فربہ ہوں گے۔ اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو روندیں اور کچلیں گے۔ اور اپنے دانتوں سے کاٹینگے۔ اور جب ان اونٹوں کی ایک قطار روند کر اور کچل کر اور کاٹ کر چلی جائے گی۔ تو دوسری قطار آئے گی، اور روندے اور [illegible] کچلے اور کاٹے گی۔ اور ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور جس دن یہ ہوگا۔ اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ جنّت اور دوزخ کی جانب اپنی اپنی راہ اختیار کر لیں گے۔ آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گایوں اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ گایوں اور بکریوں کے مالک کو جو ان کا حق (زکوٰۃ) ادا نہ کرے۔ قیامت کے دن ایک ہموار میدان میں مُنہ کے بل ڈالا جائیگا۔ اور اس کی گائیوں اور بکریوں میں کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ ان کے سینگ مڑے نہ ہوں گے نہ ٹوٹے ہونگے۔ اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ کی ہوں گی۔ یہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی۔ اپنے کھروں سے کچلیں اور روندینگی۔ اور جب ایک قطار اپنا کام کر کے چلی جائیگی تو دوسری قطار آ کر اپنا کام کرے گی۔ اور برابر اسی طرح ہوتا رہے گا۔ اور [illegible] جس دن ہوگا۔ اس کی مقدار پچاس [illegible] کی ہوگی۔ یہاں تک کہ بندوں [illegible] فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ اپ[illegible] راستوں کو جنّت اور دوزخ کی [illegible] کر لینگے۔ آپ سے سوال کیا گیا۔ یا رسولؐ اللہ گھوڑوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو آدمی کے لئے گناہ کا سبب ہوتے ہیں۔ [illegible] آدمی کے لئے پردہ ہوتے ہیں [illegible] آدمی کے لئے ثواب کا سبب [illegible] پس وہ گھوڑے جو گناہ کا سب[illegible] ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں [illegible] کو اس نے اظہار فخر و غرور اور ریا کے لئے باندھا یا مسلمانوں سے دشمنی کے لئے اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لئے پردہ ہیں۔ اس شخص کے گھوڑے ہیں۔ جن کو اُس نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لئے باندھا ہے۔ اور ان کی پشت اور گردنوں میں وہ خدا کے حق کو فراموش نہیں کرتا۔ یہ گھوڑے اُس شخص کے لئے پردہ ہونگے۔ اور وہ گھوڑے جو ثواب کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جن کو اس نے مسلمانوں کے لئے خدا کی راہ میں لڑنے کو باندھا۔ اور چراگاہوں اور سبزہ میں رکھا۔ اس چراگاہ اور سبزہ میں سے جس قدر وہ گھوڑے کھاتے ہیں اس کے حساب میں سبزہ کی مقدار کے موافق نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی لید اور پیشاب بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ اور جو گھوڑا رسّی توڑ کر ایک یا دو میدانوں میں دوڑتا ہے۔ خداوند تعالےٰ اس کے قدموں کے نشانات اور لید کو بھی نیکیوں میں لکھتا ہے اور ان کا مالک جب ان کو نہر پر لے جاتا ہے۔ اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں۔ اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو۔ تو پانی کی مقدار کے موافق اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ آپ سے عرض کی گئی۔ یا رسولؐ اللہ گدھوں کا کیا حکم ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ مجھ پر گدھوں کا حکم نازل نہیں کیا گیا۔ مگر صرف یہ ایک جامع آیت فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ ○ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ ○

چوتھا خلق عدالت

عدل کی معنی انصاف کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ انسان پر جس جس کا کوئی حق ہے اسے انصاف سے ادا کرے۔ اس سے کسی کی حق تلفی نہ ہونے پائے۔ اور انصاف کرنے کے متعلق ارشاداتِ الٰہیہ ملاحظہ ہوں۔

پہلا

وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی (سورہ المائدہ رکوع ۲ پارہ ۶)

ترجمہ۔ اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو انصاف کرو یہی بات تقویٰ کے زیادہ نزدیک ہے۔

دُوسرا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ الآیہ سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو انصاف پر قائم رہو۔ اللہ کی طرف کی گواہی دو۔ اگرچہ اپنی جانوں پر ہو یا ماں باپ اور رشتہ داروں پر +

حاصل یہ ہے۔ کہ گواہی میں انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ خواہ اپنے یا اپنے ماں باپ یا رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

دُعا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم سب کو صحیح معنی میں انسان بن کر دُنیا میں زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں اخلاق کے حامل ہو کر ہی دُنیا سے رخصت ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۱-شعبان المعظم ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۴-مارچ ۱۹۵۷ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

بِسْمِ اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد۔ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری اصلاح حال فرمائیں اصلاحِ قال اور چیز ہے اور اصلاحِ حال اور چیز۔ اصلاح قال ہونے پر بھی اصلاح حال نہیں ہوتی۔ مثلاً کئی مسلمان نماز کو فرض سمجھتے ہیں۔ یہ تو اصلاحِ قال ہے مگر وہ نماز نہیں پڑھتے۔ اس لئے کہ اصلاحِ حال نہیں ہوئی۔ روزہ فرض ہے۔ مگر اکثر مسلمان نہیں رکھتے۔ جن کے پاس دولت ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ زکوٰۃ اور حج فرض ہیں۔ مگر ان میں سے اکثر نہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور نہ حج کے لئے جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح قال تو ہو چکی ہے۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوئی۔ اگر نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ کے منکر ہیں تو کافر ہیں۔ ہم یہاں اس لئے اکٹھے ہوتے ہیں کہ ہماری اصلاح حال ہو جائے۔ اگر یہاں اصلاح حال نہ ہوئی تو خطرہ ہے کہ کہیں قبر میں یہ نہ کہا جائے کہ پہلے اصلاح حال کر لو پھر عذاب ہٹا دیا جائے گا۔ اصلاح حال ضروری ہے۔ اس کے بغیر انسان کی تکمیل نہیں ہوتی۔ کسی اللہ والے نے کہا ہے ؎

قال را بگذار بنگر سوے حال
بر اشہد تو خندہ زند بر اسہد بلالؓ

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کی بجائے اسہدان لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ بعض ممالک کے لوگ بعض الفاظ کا صحیح تلفظ ادا نہیں کر سکتے۔ جیسے ہمارے پنجاب میں اکثر ق کی جگہ ک بولا جاتا ہے۔ بنگالی کی زبان پر ج نہیں چڑھتا۔ حضرت بلالؓ کا اسہدان لا الٰہ الا اللہ کہنا اگرچہ غلط تھا۔ لیکن چونکہ اصلاح حال ہو چکی تھی اس لئے اس کے اندر وہ [illegible] اشہدان لا الٰہ الا اللہ میں نہیں ہے۔ ان کو گرم ریت پر لٹایا جاتا تھا۔ سینہ پر بھاری پتھر رکھا جاتا تھا۔ بیہوش ہو جاتے۔ مگر جب ہوش آتا تو زبان پر احد احد ہی جاری ہوتا تھا۔ بظاہر وہ غلط پڑھتے تھے۔ لیکن ان کے غلط میں وہ نور تھا جو ہمارے صحیح تلفظ میں نہیں ہے۔

آج کا عنوان ہے:-

رضائے الٰہی کے طالبوں کے لئے ہر دور میں اللہ کی طرف سے پیش کردہ زندہ معیار

قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لئے اصل معیار تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ الآیہ (سورہ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہؐ میں اچھا نمونہ ہے۔

حضورؐ کے ساتھ صحابہ کرام کو شریک کر دیا گیا ہے۔ وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا [illegible] لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَ[illegible] نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ [illegible] مَصِيرًا ۝ ([illegible] رکوع ۱۴ پ ۵)

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف [illegible] تو ہم اسے اس طرف چلائینگے۔ جدھر [illegible] گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالینگے [illegible] بُرا ٹھکانا ہے)

[illegible] آیت سے صحابہ کرام بھی معیاری [illegible] پر آگئے ہیں۔ ان کی مخالفت کرنے والوں کے لئے عذاب کا وعید سُنا دیا گیا۔ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝

حضورؐ گنبدِ خضریٰ اور صحابہ کرام اپنی اپنی قبروں میں آرام فرما ہیں۔ لیکن ہر دور میں اللہ تعالےٰ ایسے بندے پیدا کرتے رہینگے جو اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے زندہ معیار ہوں گے اللہ تعالےٰ آپ کو یہاں کچھ سیکھنے کے لئے لاتا ہے۔ اس لئے جو کچھ میں عرض کروں اس کو بطور سبق یاد رکھا کیجئے۔ میں نے اپنے دونوں مربیوں کے ہاں یہی دیکھا۔ کہ جب کسی سے غلطی ہو جاتی تو اس کو کہا جاتا تھا کہ یہی سیکھا ہے۔ مجلس کو بدنام نہ کیا کیجئے۔

میں پڑھ کر نہیں آتا۔ اللہ تعالےٰ جو دل میں ڈال دیتے ہیں وہ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ ہر دور میں اللہ تعالےٰ کے معیاری بندوں کا ذکر اس آیت میں آتا ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا الآیہ سورہ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵۔

ترجمہ۔ اور تو ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ اسی کی رضامندی چاہتے ہیں۔ اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا۔ کہ تو دُنیا کی زندگی کی زینت تلاش کرنے لگ جائے۔

یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ ہر دور کے مسلمانوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان معیاری بندوں کی صحبت اختیار کرو [illegible] کی زندگی کا نصب العین فقط رضائے [illegible] ہے۔ ان کے دل میں نہ جائدادیں بنانے۔ نہ عہدے بڑھانے نہ سیٹھ بننے اور نہ زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پر قبضہ جمانے کا شوق ہے۔ ان کو اگر شوق [illegible] تو اللہ تعالےٰ کی یاد اور اس کو [illegible] کرنے کا۔ مَّن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ۝ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُم مَّشْكُ[illegible] سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵ (ترجمہ) جو کوئی دُنیا چاہتا ہے۔ تو ہم اسے سر دست دُنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گرے گا۔ اور جو آخرت چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے مناسب کوشش بھی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے تو ایسے لوگوں کی کوشش مقبول ہوگی۔

[illegible] ہے مدعو دُنیا کو مقصود بالذات بناتے ہیں۔ ان کے دل میں جائدادیں بنانے۔ عہدے بڑھانے۔ سیٹھ بننے اور زیادہ سے زیادہ

رقبہ زمین پر قبضہ جمانے کا شوق ہوتا ہے۔ یہ دُنیا کے طالب ہیں۔ ان کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ کہ جو ہم چاہینگے ان کو دینگے۔ یہ نہیں کہ جو وہ چاہیں وہ ان کو مل جائے۔

۲۔ جو آخرت کو مقصود بالذات بناتے ہیں اُن کو ہر وقت یہ فکر دامنگیر رہتی ہے کہ قبر جہنّم کا گڑھا نہ بن جائے۔

ہر دور میں ایسے اللہ کے بندے رہینگے جن کو آخرت پیش نظر ہوگی۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام کے اتباع کو اپنے لئے باعث صد فخر و شرف خیال کریں گے۔ وَلا تعد عینٰکَ عَنْهُمْ۔ حکم دے رہے ہیں کہ ان کو چھوڑ کر دوسرا معیار قائم نہ کر لینا۔ ورنہ تم دنیا کے طالب سمجھے جاؤ گے۔

حضرت امروٹی رح کے دو واقعات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت رح کا مکان اپنا تھا۔ زمین اپنی تھی اور دو کنوئیں بھی تھے۔ حضرت رح کا ہمسایہ ایک زمیندار تھا۔ وہ حضرت رح کا ادب کرتا تھا۔ مگر اس کا بیٹا بھنگ پیتا تھا۔ حضرت رح اس سے ناراض ہو گئے۔ اس لئے وہ مخالف ہو گیا۔ آنجا کہ گل است خار است ہر ولی [illegible] ساتھ کوئی نہ کوئی خبیث ضرور ہوتا [illegible] وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ الآیہ (سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸) (ترجمہ۔ اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے شریر آدمیوں اور جنوں کو [illegible]شمن بنا دیا)۔

[illegible] انبیاء علیہم السلام کے راستہ میں روڑا [illegible] اٹکانے والے موجود رہے ہیں تو اولیاء کرام اس قسم کے انسان صورت شیطان سیرت لوگوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ ہمسایہ نے جب زیادہ ستانا شروع کیا۔ تو حضرت رح نے بیل [illegible] منگوائی اور گھر کے برتن وغیرہ اس [illegible] لاد کر فرمایا کہ ہم نکل جاتے ہیں۔ اس کے بعد نہ معلوم اس نے معذرت کی یا کیا ہُوا حضرت رح ٹھہر گئے۔

دوسرا واقعہ ایک شخص لنگر کے لئے حضرت رح کو زمین دے گیا۔ اس کے انتقال کے اس کے ورثاء نے حضرت رح سے زمین کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ حضرت رح اندر سے رجسٹری لائے۔ اور دیا سلائی جلا کر اس کو آگ لگا دی اور فرمایا جاؤ لے جاؤ۔ یہی میرا قبضہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ من کان للہ کان اللہ لہ، (ترجمہ۔ جو اللہ کا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کا ہو جاتا ہے)

اگر جنگل میں جا بیٹھیں گے تو وہاں منگل ہو جائے گا۔ اس قسم کے اللہ کے بندے اللہ کے سوا سب سے دل برداشتہ ہوتے ہیں۔ ع

بے میوہ زمیوہ رنگ گیرد

ان کی صحبت میں عقیدت۔ ادب اور اطاعت سے رنگ چڑھ جاتا ہے۔ ع

بے ادب محروم ماند از فضلِ ربّ

بے ادب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت میں رہ کر بھی دُنیا سے محروم ہی گئے۔ (اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط

(سورہ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

(ترجمہ۔ تو ان کے لئے بخشش مانگ یا نہ مانگ۔ اگر تو ان کے لئے ستّر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔) اندر گدھا ہو یا کُتّا تو اس کو ہدایت خاک ہوگی۔

کسب معاش کے لئے آپ جو ذریعہ معاش چاہیں اختیار کریں۔ وہاں سے فارغ ہونے کے بعد ایسے لوگوں کی تلاش کریں جو معیاری ہوں۔ اس قسم کے اللہ کے بندے نایاب نہیں کمیاب ضرور ہیں۔ موتی سُنے ارزاں۔ لیکن اللہ والے ملنے گراں ہیں۔ موتی تو اللہ تعالےٰ نے کافروں کے گھروں میں بھی بھر رکھے ہیں۔ لیکن اللہ والے لاکھوں میں بھی کم یاب ہیں۔ اگر عقیدت۔ ادب اور اطا[illegible]ت میں سے ایک بھی تار کٹ گئی تو [illegible] جس طرح بلب کی ایک تار [illegible] تو وہ بیکار ہو جاتا ہے۔ [illegible] جمعہ اور ذکر میں اس لئے [illegible] ہیں [illegible] دیکھیں کیا کہتے ہیں۔ ان کو قرآن مجید سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقتدی۔ آپؐ کے پیچھے نماز اور جمعہ پڑھنے والا۔ آپؐ نے نمازِ جنازہ بھی پڑھائی۔ اس [illegible] مغفرت بھی فرمائی۔ مگر عقیدت [illegible] اطاعت کے نہ ہونے کے باعث [illegible] کے بعد اس کو کچھ فائدہ نہ ہُوا [illegible] بھی تھے جن کو اللہ تعالےٰ ہمارے لئے نمونہ بنا رہے ہیں۔

لاکھوں میں کوئی معیاری بندۂ خدا ہوگا۔ اگر لاہور میں سے ایک لاکھ میں سے ایک بھی معیاری ہوتا تو لاہور روشن ہوتا۔ پبلک پلیٹ فارم پر کام کرنیوالے

اولیاء کرام کی تو اس درجہ کمی ہے۔ ایک قسم اولیاء کرام کی وہ بھی ہے۔ جو غضبِ الٰہی کو روکے رہتے ہیں۔ اس قسم کے اولیاء کرام اگر لاہور میں نہ ہوتے تو لاہور کوئٹہ سے پہلے غرق ہو جاتا۔ جہاں پانچ ہزار زنا کے اڈّے ہوں۔ یہ محتاط رپورٹ ہے۔ لاہور والے اللہ کے عذاب کو بُلا رہے ہیں۔ نوحؑ کی قوم نے ان سے کہا تھا۔ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ

سورہ ہود رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اب لے آ جو تُو ہم سے وعدہ کرتا ہے۔ اگر تو سچّا ہے۔

جب عذاب الٰہی آیا تو ان میں سے ایک بھی متنفس نہ بچنے پایا۔ نہ حیوان رہے نہ پرند رہے۔ نہ چرند۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس گیا۔ کفارِ مکّہ کہتے تھے وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔

اس کے جواب میں اگلی ہی آیت میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط الآیہ سورہ الانفال رکوع ۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور جب اُنہوں نے کہا کہ اے اللہ اگر یہ دین تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہم پر درد ناک لا۔ اور اللہ ایسا نہ کرے گا کہ انہیں آپ کے ہوتے ہوئے عذاب دے۔

اگرچہ اللہ کے معیاری بندے کمیاب ہیں۔ لیکن تلاش کرنے سے مل جائیں گے۔ من جد وجد۔ مجھے اللہ تعالےٰ نے جن اولیاء اللہ کی زیارت کا شرف عطا فرمایا۔ ان میں اکثروں کی زندگی کا آفتاب غروب کے قریب تھا اور میری جوانی کی ابتدا تھی ولی کے لئے پہلی شرط اتباع کتاب و سُنّت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دفعہ فرمایا۔ کہ مومن کو ایک نور عطا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر آپؐ نے اس نور کی تین علامتیں بیان فرمائیں +۔

۱۔ التجافی عن دار الغرور۔ اس دُنیا سے وہ دل برداشتہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ الانابة الی دار الخلود۔ آخرت کی طرف اس کا دھیان لگ جاتا ہے۔

۳۔ الاستعداد للموت قبل نزولہ۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرے لئے ہے!

از جناب مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لئے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لئے ہے

پیغام ملا تھا جو حسینؓ ابنِ علیؓ کو
خوش ہوں وہی پیغام قضا میرے لئے ہے

یہ حورِ بہشتی کی طرف سے ہے بلاوا
لبیک! کہ مقتل کا صلا میرے لئے ہے

مَیں کھو کے تری راہ میں سب دولتِ دنیا
سمجھا کہ کچھ اس سے بھی سوا میرے لئے ہے

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

کیوں ایسے نبیؐ پر نہ فدا ہوں کہ جو فرمائے
اچھے تو سبھی کے ہیں بُرا میرے لئے ہے

کیا ڈر ہے جو ہو ساری خدائی بھی مخالف
کافی ہے اگر ایک خدا میرے لئے ہے

رُباعی

جہاں ایماں ہو واں کیسے گزر ہو یاس و حرماں کا
کسی مومن کو بھی اے دل خُدا سے بدگماں پایا
نہیں سرکش کی سرکوبی میں وُہ محتاج غیروں کا
اسی کو چُن لیا جس کو ضعیف و ناتواں پایا

مرسلہ جناب محمد اشفاق خاں صاحب — سنت نگر لاہور

محاسنِ کائنات

(ازجناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر بی-اے بی ٹی خانقاہ ڈوگراں)

قسط نمبر ۱۷

"آج جامع مسجد نتھووالہ میں معمول سے زیادہ نمازی آ رہے ہیں - جمعہ کا دن ہے - مسجد کے باہر عورتیں بھی نظر آتی ہیں - عین ایک بجے مولوی عبدالعزیز صاحب اپنے بھائی بشیر کو ساتھ لئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور سیدھے منبر پر بیٹھ گئے" اَلحمدُ للہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اما بعد - حضرات میری آج کی عروضات بھی گزشتہ رات والی تقریر کا ایک ضمیمہ ہونگی - کیونکہ اس ضمن میں چند ضروری احادیث کا پیش کرنا ضروری ہے - اور میں پروردگار عالم کے لطف و کرم سے امید کرتا ہوں کہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ مقدسہ کی برکت سے ہمارے معاشرے میں لازماً اسلامی رنگ پیدا ہو جائے گا -

[illegible] باپ کی خدمت کا جذبہ خالقِ دو[illegible]ں نے ہمارے خمیر میں رکھا ہوا ہے مگر جوانی تک پہنچتے پہنچتے فطرت کا یہ نور خواہشاتِ عاجلہ کی تاریکی میں گھر کر رہ جاتا ہے - اور ہم اُلٹی راہ پر چلنا شروع کر دیتے ہیں - پہلے دن کا بچہ جس نے فض[illegible]لم ناسوت کی ہوا میں ابھی چند ایک سانس لئے ہوں - اور اُس نے دُنیائے پُر فریب کی کسی چیز کو آنکھ بھر کر نہ دیکھا ہو - اگر قادر مطلق اس کو اسباب عادیہ کے خلاف قوتِ گویائی عطا فرمائے - تو آپ [illegible] کانوں سے سُنیں گے کہ وہ بچہ جہاں [illegible]ب العزت کی توحید کا اعلان کریگا - وہاں والدین کے ساتھ حسن سلوک کے الفاظ بھی اُس کی زبان پر جاری ہونگے - مذکورہ بالا دعوے کے ثبوت کے لئے قرآن مجید کھولئے - ہاں ہاں - دنیائے اسباب علل میں ایک کرشمۂ قدرت نے ظہور لیا - شہر بیت المقدس کے مرد و زن اور برنا و پیر بدلی ہوئی چتونوں - غضب ناک نگاہوں اور زبانِ تشنیع و اتہام کھولے ہوئے آگے بڑھے - کیا کوئی حملہ آور دستے کی مدافعت مقصود تھی؟ نہیں - کیا کوئی خطاکار حیا باختہ مرد و زن سنگسار کیا جانے والا تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ مریم صدیقہ تھی - یہ وہ معصومہ تھی جس کو والدین نے پیدائش سے پہلے ہی خدائے قدوس کے لئے وقف کرنے کی نذر مانی ہوئی تھی - یہ وہ عفت و پاکبازی کی جیتی جاگتی تصویر تھی - جس کی پرورش و تربیت کے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے پروردگارِ عالم نے اُس مَلَک سیرت انسان کو منتخب فرمایا تھا جس کے سر پر کو تاج نبوّت تھا - مگر کثرتِ زہد و ریاضت سے سر کے بال سفید اور کمر ٹیڑھی ہو چکی تھی - آج یہ نوجوان حیا و عصمت کی دیوی اپنے ہاتھوں میں آیت اللہ اور رحمت اللہ کے (وَلِنَجْعَلَهٗ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا) مجسمہ کو اُٹھائے ہوئے اپنی قوم کی طرف آ رہی تھی -

افرادِ قوم ایک کنواری - پروردۂ صحبتِ پیغمبر اور راہبۂ بیت المقدس کے ہاتھوں میں نوزائیدہ بچے کو دیکھ کر آگ بگولا ہوگئے - اور کہنے لگے - قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ۝ يٰاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ [illegible] كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا ۝ (بولے - اے مر[illegible] نے کیا غضب ڈھایا ہے - اری ظالم[illegible] ہارون کتنا نیکو فطرت تھا [illegible] سرتا پا زہد و تقدس تھا - اور [illegible] ماں [illegible] لحاظ سے عفیفہ اور حیادار خاتون تھی - گویا تیرے خاندان کا ہر فرد حُسن عمل میں مشہور عالم تھا) فَاَشَارَتْ اِلَيْهِ - (حضرت مریم نے یہ کلام سُنا تو بغیر لب کشائی بچے کی [illegible] اشارہ فرمایا) اب تو حاضرین [illegible] کی انتہا نہ رہی - قَالُوْا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ [illegible] صَبِيًّا ۝ (کہنے لگے ہم سے مذاق کرتی [illegible] یہ کیسے ممکن ہے کہ پہلے دن کا بچہ گود میں ہم سے باتیں کرنے لگے) قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اب وہ بچہ جس کا تعارف قرآن مجید نے ان الفاظ میں کرایا ہے - ذٰلِكَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اپنی والدہ کی گود سے ہمک کر بول اُٹھا - میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں - اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِيًّا ۝ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۝ وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ يَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِيًّا ۝ (اس خدا تعالیٰ نے مجھ کو کتاب عطا کی ہے - اور مجھ کو شرفِ نبوّت سے نوازا ہے - اور میں جہاں بھی رہوں مجھ کو برکات والا بنایا ہے - اور مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے - جب تک میں زندہ رہوں - اور مجھ کو تاکید ہے - کہ میں اپنی والدہ سے حسنِ سلوک کروں اور اللہ نے مجھ کو والدہ کے حق میں نافرمان اور بدبخت نہیں بنایا ہے -

حضرات دیکھئے - کہ قرآن مجید کا یہ مبارک قصّہ اس چیز کی بیّن دلیل ہے - کہ فطرتِ صحیحہ کا تقاضا ہے - کہ انسان عبادتِ الٰہی اور خدمت والدین کا جذبہ ماں کے پیٹ سے لے کر آتا ہے - خیر میں چند احادیث پیش کروں گا - جو میری تقریر کی خوب تائید کریں گی -

ارشادِ نبوی ہے کل الذنوب یغفر اللہ تعالیٰ منہا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیات قبل الممات (گناہوں میں اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بخشدے مگر ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو نہیں بخشتا - بلکہ اس جرم کے مرتکب کو دنیاوی زندگی میں ہی جلد از جلد سزا دیتا ہے) میرے محترم بھائیو! زندگی ایک عارضی شے ہے - اور پھر موت کا کوئی وقت معین نہیں ہے - لہٰذا ہمارا فرض ہے - کہ ہم والدین کے ساتھ ہر وقت نیک ترین سلوک کریں - تاکہ خدا تعالیٰ کی سخت گرفت سے محفوظ و مصؤن رہیں -

ایک دفعہ سرور کائنات - ہادی انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام میں تشریف فرما تھے - تو معاً آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوگئے - رَغِمَ انفہٗ رَغِمَ انفہٗ رَغِمَ انفہٗ اس کی ناک خاک آلود ہو - وہ بدنصیب رسوا ہو - وہ انسان فضیحت و رسوائی کے لائق ہے

قیل من یا رسول اللہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا یہ ارشاد کس بدبخت کے حق میں ہے؟) قال من ادرک والدیہ عند الکبر احدھما او کلیھما ثم لم یدخل الجنۃ (مسلم) فرمایا - یہ وعید اور رسوائی اس محروم بدقسمت انسان کے لئے ہے - کہ جس نے اپنی جوانی میں اپنے بوڑھے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی خدمت کر کے جنّت حاصل نہیں کی)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس

نعمتِ عظمیٰ سے بہرہ ور ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشیر اس دعا پر آمین کہہ رہا ہے۔ اور آج اس کی حالت بالکل دگر گوں ہے۔ اس پر ایک رقت کا عالم طاری ہے۔ اور باقی حاضرین پر بھی ایک گونہ محویت سی نظر آتی ہے۔)

مولوی عبد العزیز۔ اگرچہ عقوقِ والدین کے جرم کے مرتکب کے لئے ہزاروں طرح کی وعید موجود ہیں۔ مگر اب میں ایسی احادیث مقدسہ بیان کروں گا۔ جن میں خدمتِ والدین کی اہمیت پائی جائے۔ تاکہ میرے نوجوان بھائیوں کو یقین ہو جائے۔ کہ ساقی کوثر شافع محشر آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپاہج باپ اور ضعیف والدہ کی دلجوئی کس حد تک منظور تھی۔ اور احکام شریعت کی بجا آوری میں خادمانِ والدین کا مقام کتنا بلند ہے۔

مسلمان کے مال کے مصارف اسلام نے مختلف بیان فرمائے ہیں۔ بیوی بچوں پر اپنی کمائی کا خرچ کرنا عین اسلام ہے اور اس کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں مگر سنئے! رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں ایک شخص نے آکر عرض کیا۔ قال یارسول اللہ ان لی مالاً وولداً وان ابی یحتاج مالی۔ (یا رسول اللہ میرے پاس مال ہے۔ اور میں صاحبِ اولاد بھی ہوں۔ لیکن میرا باپ میرے مال کا ضرورتمند ہے۔ اب میرے متعلق کیا ارشاد ہے۔ فقال انت ومالک لابیک۔ فرمایا تو اور تیرا مال تیرے باپ کی ملکیت ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ ان اولادکم من اطیب کسبکم فکلوا من کسب اولادکم (یقیناً تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے) اور اُن کا مال اور کمائی خوب کھاؤ)

سیدالانبیاءؐ کے دین میں ہجرت اور جہاد کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ مہاجر اور مجاہد اگر فی سبیل اللہ گھر سے قدم باہر نکالیں تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت بڑے اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہجرت کا تصوّر ہی اتنا مشکل ہے۔ اور دُنیادار آدمی پر اتنا شاق گزرتا ہے کہ اُس کے جسم پر فوراً کپکپی طاری ہو جاتی ہے۔ حقیقت ہے۔ دین کو سینے سے لگا کر باقی تمام کائنات دنیوی کو تج کر اور ہر خونی رشتے اور معاشرتی۔ تمدنی اور ہمسائیگی تعلقات سے مُنہ موڑ کر طلب رضائے الٰہی کے لئے اپنے وطنِ مالوف کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنا۔ کوئی خالہ جی کا گھر نہیں۔ سنگدا، سے سنگدل انسان بھی اس فرقت پر کانپ اُٹھتا ہے۔ کیونکہ زن و فرزند احباب و اقربا اور وطن کی محبت ایک فطری جذبہ ہے۔ اور اسی طرح جہاد کا نقشہ قوی ہیکل سے قوی ہیکل مردِ شجاع کا زہرہ گداز کرنے کے لئے کافی ہے۔ میدانِ کارزار کا تصوّر کیجئے۔ کہ ہر طرف بے پناہ توپوں کے گولے گر رہے ہیں۔ بم پھٹ کر سطح ارضی کو شگافوں میں تبدیل کر رہے ہیں۔ گولیوں کی بوچھاڑ سے فضا میں دہشت ناک تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ کٹے ہوئے بازو۔ کچلے ہوئے جسم۔ پتھرائی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر قیامت کبریٰ کا گمان ہوتا ہے۔ بلا شک و ریب ع

کوچۂ عشق ہے یہ راہگذر عام نہیں

ایسے ہلاکت خیز مناظر میں عمداً طلبِ رضائے الٰہی کے لئے کود پڑنا ہر انسان کا کام نہیں۔ یہ جان و مال کی قربان گاہ ہے۔ یہ متاع جان کے بدلے میں جنّت فردوس کی وراثت کے مترادف ہے۔ یہ انسانی دُنیا میں سب سے پُر منفعت سودا ہے کیونکہ عارضی اور پریشان زندگی کے عوض میں دائمی اور پُر امن زندگی میسّر آتی ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ یہ وہ موت ہے جس پر ہزاروں زندگیاں قربان کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ جامِ شہادت نوش کرنے کے بعد انسان کا نام اموات کی فہرست سے نکالکر احیاء کی لسٹ [illegible] کر دیتے ہیں۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِ[illegible] سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا۔ بَلْ اَحْیَا[illegible] لَا تَشْعُرُوْنَ

باوجود [illegible] کے مذکورۃ الصدر حدیث شریف پر غور فرمائیے۔ اور حقوقِ والدین کی بلندی پر نگاہ ڈالئے۔ رَجُلٌ قَالَ عَنْ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابایعک [illegible] الهجرت والجهاد ابتغی الا[illegible] تعالیٰ (ایک شخص آفتاب ر[illegible] میں یوں عرض پرداز ہوا یا رسول [illegible] آپ سے ہجرت اور جہاد فی [illegible] اللہ پر نہایت صمیم قلب سے بیعت کرنے آیا ہوں۔ تاکہ عنداللہ ماجور بھی ہو جاؤں۔ قال فھل من والدیک احدٌ حیٌ (ارشاد کیا تیرے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ نعم بل کلاھما حیٌ (جی ہاں دونوں زندہ ہیں) قال افتبتغی الاجر من اللہ تعالےٰ۔ (کیا تو اللہ تعالےٰ سے اجر و ثواب کا متمنی ہے) قال نعم (عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ) قال فارجع الی والدیک فاحسن صحبتھما (فرمایا۔ ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ سے افضل عمل یہ ہے کہ تو اپنے ماں باپ کے پاس واپس چلا جا۔ اور اپنی پوری کوشش سے اُن کی حسن خدمت میں تا زندگی منہمک رہ) دوسری روایت میں ہے کہ اُس شخص نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ میں اپنے والدین کو روتے چھوڑ کر حاضر ہُوا ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ اُن دونوں کے پاس فوراً واپس چلا جا۔ اور اُن کو جیسا تم نے رُلایا ہے ویسا ہی دوبارہ ہنسا) آہا۔ آہا۔ دینِ اسلام میں والدین کا درجہ کتنا عظیم الشان ہے کہ ہجرت و جہاد جیسے بلند مرتبت فرائض سے بھی والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا درجہ فائق ہے۔ ہم میں وہ لوگ فی الواقع بڑے ہی خوش نصیب ہیں۔ جو ہر وقت گھر میں والدین کی خوشنودی کو مقدم رکھتے ہیں۔ اور میدانِ کارزار میں گردن کٹانے کی بجائے گھر میں بیٹھے بٹھائے والدین کے سامنے ادب سے گردن جھکا کر ہی اللہ تعالےٰ کے ہاں اجرِ جزیل کے مستحق ہو جاتے ہیں [illegible] اجعلنا منھم۔

دوستو! ربّ العزّۃ کے آخر الزماں ہادی اعظمؐ کا مشورہ ہے۔ بلکہ حکم واجب الاحترام ہے۔ کہ ہر حال میں والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کیا جائے۔

اب میں اس شخص کی دلجوئی ا[illegible] کا ذریعہ عرض کروں گا۔ جس نے اپنی نافرمانی سے اپنے والدین کو ناراض کر لیا ہو۔ اور وہ اس حالت میں مرچکے ہوں۔ سُنئے۔ اس کے متعلق دربار رحمت بار سے ارشاد ہُوا۔ انّ العبد لیموت و[illegible] او احدھما انّہ لھما لعاقٌ فلا یزال یدعو لھما یستغفر لھما۔ حتیٰ یکتبه اللہ باراً۔ (مشکوٰۃ) (جس شخص کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک مر جائے۔ اور وہ بدنصیب اُن کی نافرمانی کرتا رہا ہو تو وہ ہمیشہ اُن کے لئے دُعا کرے۔ اور اللہ تعالےٰ سے ان دونوں کی مغفرت کی استدعا کرتا رہے۔ تو خدائے غفورٌ رحیم اس کو فرمانبرداروں میں لکھ دیتا ہے۔

(بشیر پر اس وقت عجیب کیفیت طاری تھی۔ اس کا چہرہ دل کی پاکیزگی کی وجہ سے ایک روحانی نور لئے ہوئے تھا۔ آنسو جاری

باقی صفحہ

حضرت عثمان غنی رضؓ

(از جناب مولانا احمد صاحب ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ انڈیا)
(گزشتہ سے پیوستہ)

عجمی سازش اور فتنے

حضرت عثمانؓ کے عہد کے آخر نصف میں یہودیوں اور مجوسیوں نے آپ کی ضرورت سے زیادہ نرمی سے ناجائز فائدہ اٹھاکر فتنہ برپا کیا اور آپ پر طرح طرح کے الزام لگائے جو زیادہ تر بے اصل تھے۔ آپ نے بار بار اعلان کیا کہ میں رعایا کی ہر شکایت کو رفع کرنے اور ہر اعتراض کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر کوئی عامل ظالم اور نا اہل ہو تو اس کو معزول کرکے اس سے بہتر شخص کو مقرر کرسکتا ہوں۔ لیکن ان لوگوں کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ فساد تھا۔ حضرت عمرؓ کا قاتل فیروز بھی دراصل اپنے آقا کا شاکی نہیں تھا بلکہ حضرت عمرؓ کے قتل کا بہانہ تلاش کر رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کی [illegible] بھی ایرانی سازش کا نتیجہ تھی۔ حضرت عثمانؓ ہمیشہ قابل لوگوں کو عہدے دیتے تھے۔ اگر کسی کو نا اہل پاتے تھے تو معزول کر دیتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ عاملوں میں اکثریت آپ کے خاندان والوں کی تھی۔ لیکن ان میں کوئی نا اہل نہیں [illegible] آپ نے کسی نا اہل کو محض اپنا دوست اور [illegible]شتہ دار ہونے کی وجہ سے عامل نہیں بنایا۔ چنانچہ محمد بن ابو حذیفہ طفلی اور یتیمی ہی سے آپ کے پروردہ تھے۔ بڑے ہوکر انھوں نے چاہا کہ عامل بنا دیئے جا[illegible] لیکن آپ نے اُن کو اہل نہ سمجھ کر ان کا مطالبہ پورا نہیں کیا۔ اس لئے وہ آپ کے دشمن ہو گئے اور مصر جاکر باغیوں سے مل گئے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ عاملوں کے تقرر میں اہلیت کو ملحوظ رکھتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ آپ اپنے قبیلہ والوں کے حال سے پوری طرح واقف ہیں اور ان پر زیادہ اعتماد کرسکتے ہیں۔ دوسرے قبیلہ والوں کو بنو امیہ کا اقتدار ناگوار ہوا اور مخالفوں کو اعتراض کا موقع ملا۔ بیت المال سے آپ نے ایک حبہ نہ خود لیا نہ اپنے کسی عزیز کو دیا۔ آپ اپنے ذاتی مال سے اپنے کنبہ والوں کی دستگیری کرتے تھے۔ لیکن دشمنوں نے یہ مشہور کیا کہ آپ بیت المال سے ان کی مدد کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ عجمیوں نے میدان جنگ میں شکست سے مجبور ہوکر عربوں کی اطاعت کر لی۔ لیکن ان کے دلوں میں آتش انتقام بھڑک رہی تھی۔ وہ کھلے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے در پردہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے اور ان کے عقائد بگاڑنے کے لئے سازش کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ کا قاتل بھی ایرانی مجوسی تھا اور حضرت عثمانؓ کے باغیوں کے سردار بھی یہودی اور مجوسی تھے۔ اور اگر ان کی نیت اصلاح کی ہوتی تو وہ آئینی احتجاج کرکے اپنے مطالبات پورے کرا سکتے تھے۔

ان فتنہ پردازوں میں سب سے آگے ایک منافق یہودی نومسلم عبداللہ بن سبا تھا جس نے نئے نئے عقائد اور مسائل اختراع کرکے مسلمانوں میں پھیلائے اور حضرت عثمانؓ کے خلاف تمام مملکت میں سازشوں کا [illegible] بچھایا۔ اس کا صدر مقام مص[illegible]ت سے سادہ لوح مسلمان اس [illegible] آکر اس کے ساتھ ہو گئے [illegible]

تاریخ اپ[illegible]ہراتی ہے۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک یہودی نے منافقانہ مسیحی بن کر حضرت مسیحؑ کے دین کو بالکل مسخ کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ آج یقین [illegible] ساتھ کہا نہیں جاسکتا کہ ان ک[illegible]

بعد میں دولت [illegible] اور اس کی جگہ عجمی [illegible] ہوئی سلطنت عباسیہ کا [illegible] بھی عربوں کے خلاف عجمی سازش کا ثمرہ تھا۔

شہادت

باغیوں نے مدینہ پر یورش کی اور حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ کرکے کھانا اور پانی بند کیا۔ ہمسائے بڑی مشکل سے کبھی کبھی سامان خورد و نوش پہنچا دیتے تھے۔ اکثر صحابہ مدینہ سے باہر تھے۔ جو موجود تھے ان کی کوئی نہیں سُنتا تھا۔ باغی اس قدر گستاخ تھے کہ بڑے بڑے صحابہ کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ حضرت علیؓ نے ایوان خلافت میں داخل ہونے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

حضرت عثمانؓ نے اتمام حجت کے لئے چھت پر کھڑے ہوکر محاصرین کے سامنے بار بار تقریر کی اور اپنی گزشتہ خدمات بیان کیں۔ اور ان سے دریافت کیا۔ کہ تم کس جرم میں میرے قتل کے درپے ہو لیکن ان ظالموں پر اثر نہ ہوا۔

یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ آپ اپنی دینی اور قومی خدمات کا ذکر کرکے نعوذ باللہ احسان جتا رہے تھے۔ بلکہ یہ ثابت کر رہے تھے کہ آپ مسلمانوں کے بدخواہ نہیں بلکہ خیرخواہ اور خادم ہیں۔ اس لئے آپ کا قتل ہرگز جائز نہیں۔ آپ ان کو اس گناہ عظیم سے بچانا چاہتے تھے۔

بعض احباب نے رائے دی کہ آپ باہر نکل کر علانیہ مقابلہ کیجئے۔ عوام آپ کو دیکھ کر آپ کی طرف سے لڑیں گے کیونکہ آپ حق پر ہیں۔ یا خفیہ طور پر یہاں سے نکل کر مکہ معظمہ میں پناہ لیجئے یا شام چلے جائیے۔ آپ نے فرمایا "میں نہیں چاہتا کہ مسلمانوں پر [illegible] اٹھانے میں ابتدا کروں۔ اگر میں حرم میں پناہ لوں تو باغی وہاں پہنچ کر اس کی بے حرمتی کریں گے۔ اور اس کا باعث میں ہوں گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار اور دار الہجرت کو چھوڑ کر میں کہیں نہیں جانا چاہتا۔"

آپ کے مصاحبین انصار و مہاجرینؓ نے جنگ کے لئے اپنی خدمات پیش کیں۔ لیکن آپ نے سب کو روک دیا۔ اور فرما دیا کہ کوئی میری خاطر اپنی جان خطرہ میں نہ ڈالے۔ اور کسی کا خون نہ بہائے۔ جو میری حمایت میں تلوار نہ اُٹھائے۔ اور غیر جانب دار رہے وہی میرا مددگار ہے۔

چالیس دن قصر خلافت کا محاصرہ رہا۔ جس دن شہید ہوئے اس کی رات کو خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخینؓ فرما رہے ہیں کہ آج

عثمانؓ ہم تمہارے منتظر ہیں - آپ نے بیدار ہوکر گھر والوں سے خواب بیان کیا - اور فرمایا اب میرا وقت آخر ہے - تمام غلام آزاد کر دیئے - روزہ کی نیّت کر لی - اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے لگے

جمعہ کا دن اور عصر کا وقت تھا - چند باغی دیوار پھاند کر مکان میں داخل ہوئے - محمد بن ابی بکر نے آپ کی داڑھی پکڑی اور کہا - " خلافت چھوڑدو " آپ نے فرمایا - " اگر تمھارے والد زندہ ہوتے تو تمہاری اس حرکت کو پسند نہ کرتے " وہ شرمندہ ہوکر چلے گئے - ایک ظالم نے پیشانی پر لوہے کا عصا مارا - جس کے صدمہ سے آپ " بسم اللہ توکلت علی اللہ " کہتے ہوئے پہلو کے بل لیٹ گئے ایک اور شقی نے مقرر ضرب لگائی جس سے آپ زخمی اور بے ہوش ہوگئے - ایک غدّار نے بار بار نیزہ کے وار کرکے سینہ چھلنی کر دیا - آپ کی اہلیہ نے آپ کو بچانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو ان کا ہاتھ کٹ گیا - آخر ایک بدبخت نے اس پیر ہشتاد سالہ کے سینہ پر چڑھ کر سر مبارک تن سے جدا کر دیا - انا للہ و انا الیہ راجعون - قرآن کھلا رکھا تھا - خون کا فوّارہ جاری ہو گیا - جس کی چھینٹیں اس آیت پر پڑیں -

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے -

اس درد ناک شہادت پر کاشانۂ خلافت میں کہرام مچ گیا - مدینہ میں قیامت برپا ہوگئی - کائنات نے زبانِ حال سے ماتم کیا - آسمان نے خون کے آنسو برسائے - سننے والے دھاڑیں مار مار کر روئے - صحابہؓ نے کہا - اگر ان مفسدوں پر آسمان سے پتھر برسیں اور پہاڑ گر پڑے تو روا ہے - عجمی سازش سے عرب کی قوّت پراگندہ ہوگئی - دین میں رخنہ پڑ گیا - اور فتنہ - تفرقہ اور خونریزی کا دروازہ کھل گیا - جس کے قیامت تک بند ہونے کی امید نہیں - ؎

دگرگوں شدہ آسمان و زمیں
ز فوت شہنشاہِ دنیا و دیں
دلِ خلق شد ز آتش غم کباب
بنائے جہاں از حوادث خراب
ہمہ کردہ جامۂ سیاہ و کبود
ز خونِ دل از چشمہا راند دُود
ہمہ بر سر افشاند از غصہ خاک
چو جامہ ہمہ سینہا کردہ چاک
گریبان جاں چاک زد صبح دم
ببریدہ شب زلف پرپیچ و خم
رواں گشت از چشمہا رود خوں
زخوں گشت روئے زمیں لالہ گوں
ز آہ و فریاد پر شد جہاں
بگردوں گرداں برآمد فغاں
ز دل رفت صبر و ز سر رفت ہوش
برآمد ز جانہا فغان و خروش

یورپین مورخین نے لکھا ہے کہ کتنی عبرت کی بات ہے کہ جس جلیل القدر فرمانروا کا حکم وسط ایشیا سے مراکش تک کے لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کرتا تھا ، جس کی فتوحات نے روئے زمین کے ایک بڑے حصّہ کو ہلا دیا ، کسریٰ کو خاک میں لٹا دیا اور قیصر کو سرنگوں کر دیا اس کا یہ انجام ہُوا کہ اس کی لاش دو دن بے گور و کفن پڑی رہی - دوسری رات کو چند آدمیوں نے ہمّت کرکے اُسے بے غسل خون آلودہ کپڑوں میں جنت البقیع کے باہر دفن کر دیا - فاعتبروا یا اولی الابصار -

آپ ۱۸ - ذی الحجہ ۳۵ھ کو بارہ برس خلافت کرکے اسّی برس کی عمر میں شہید ہوئے - رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانؓ کی مظلومانہ شہادت پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے - لیکن ماتم سے نہ آپؓ کا حق ادا ہو سکتا ہے - نہ ہم کو یا کسی کو ... فائدہ پہنچ سکتا ہے - آپ کی ... تقاضا کرتی ہے کہ ہم آپ ... کتاب اللہ اور سیرت رسول ... علیہ و آلہ وسلم کے حامل بن کر ان دونوں نعمتوں سے دُنیا کو روشناس کرائیں - لوگ ہمارے اخلاق و اعمال کو پرکھیں تو ہماری شخصیتوں میں خلق عظیم کا جلوہ دیکھیں -

... الحمد للہ رب العالمین

(بقیہ ... صفحہ ۳ سے آگے)

اسی ... کے تحت ہم حکومت کی توجّہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں - کہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دینے کے بعد پاکستان کے بعض فحاشی نواز انسانوں نے اپنی بدکرداریوں کو " اسلامی ثقافت " کا نام دے دیا ہے - عامۃ الناس کو وہ لفظی دھوکا دے کر اپنا مطلوب اور حقیقی مقصد جو رقص و موسیقی کی ترویج اور مذہب سے بیزاری کی ترویج اور مذہب سے بیزاری کی ترغیب پر مبنی ہے پورا کرتے ہیں - ہم جانتے ہیں کہ یہ سب بے حیائیاں ناپاک انگریز کی ایجاد ہیں - انگریز کے عطا کردہ ناموں سے انہیں جاری رکھ کر کم از کم مذہبی طبقہ کو دھوکا اور تہذیب اسلامیہ کا تمسخر اڑانا نہیں ہوسکتا - لیکن اگر انہی فحاشیوں کو ثقافت اسلامی کا نام دے دیا جائے تو ہماری رائے کے مطابق قرار داد مقاصد اور آئین کی خلاف ورزی ہے - جس کے خلاف فوری طور پر حکومت کا موثر اقدام ازبس ضروری ہے -

---

بقیہ ذکر الٰہی صفحہ ۱ سے آگے :-

تو بھی میں نمازوں کے اوقات پر ضرور تجارت چھوڑ کر چلا جاؤں گا - "

بقول ابن کثیرؒ ہمارے اسلاف کی یہ حالت تھی کہ ترازو ہاتھ میں ہے - سودا تول رہے ہیں - اذان کی آواز کان میں پڑی - فوراً ترازو رکھ دی اور مسجد کی طرف چل دیئے - تاکہ فرض نماز با جماعت ادا کریں - ہمیں اپنا منہ گریبان میں ڈال کر سوچنا چاہیئے کہ ہم کب ... ہیں ؟ دُنیا کے پیچھے پڑ کر اپنی عا... کیوں برباد کر رہے ہیں ؟ ؎

چیست دُنیا ؟ از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

(مولانا رومؒ)

جماعت میں شامل ہونے ...

حضرت مولانا احمد علی صاحب کے مندرجہ ذیل الفاظ ہمیشہ ذہن نشین رکھیں :-

" روحانی صحت کی یہ علامت ہے کہ انسان اذان کی آواز سن کر فوراً مسجد کی طرف چل پڑے ... گھر یا دُکان مسجد سے دُور ہے تو وقت کا بھی لحاظ رکھے - مثلاً اگر ظہر کی نماز ایک بجے ہوتی ہے تو وہ پندرہ بیس منٹ پہلے مسجد کی طرف روانہ ہو جائے - پانچ منٹ راستہ کے لئے اور باقی وضو اور سنتوں میں صرف کرے گا - اس کے بعد با جماعت نماز ادا کر کے اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے گا - کہ اُس نے نماز با جماعت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی "

(مجلس ذکر ۱۱- اکتوبر ۱۹۵۶ء خدام الدین ۱۹ ۲۵/۱)

(باقی دارد)

محبتِ رسولؐ ایمان کا جزوِ لاینفک ہے

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب (لودھیانوی) بی اے بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

آفتابِ رسالت

آپ کا وجودِ گرامی آفتابِ ہدایت ہے۔ جس طرح آفتاب و ماہتاب اس مادی عالم کی تمام ظلمتوں کو دُور کرنے اور اُس کی بقا و ترقی کے لئے حرارت و روشنی مہیا کرتے ہیں اسی طرح نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس عالمِ رُوحانی کے لئے آفتاب کا حکم رکھتی ہے۔ اس آفتاب کی روشنی و حرارت جس قدر شدّت کے ساتھ انسانی قلوب و ارواح پر پڑیگی اسی قدر کثرت کے ساتھ دُنیا میں مادی، اخلاقی اور روحانی ترقی ہو گی۔ جبھی تو خدائے قدّوس نے اپنے حبیب کو سِراجاً وَّمُنِیْرًا فرمایا ہے۔ اور بنی نوع انسان کے لئے عام اعلان کر دیا گیا ہے۔ کہ اے انسانو! اُن لوگوں کے لئے جو اللہ سے اور آخرت سے ملنے [illegible]رزومند ہوں اُن کے لئے رسولؐ اللہ [illegible] زندگی میں اچھا نمونہ ہے۔ اگر حقیقی [illegible]ح وکامیابی چاہتے ہو تو اس اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرو۔ آپ کی تعلیم و سیرت ہی انسانی زندگی کے لئے صراطِ مستقیم ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [illegible] كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ [illegible] كَثِيْرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۳ پارہ ۲۱

جو لوگ اللہ سے ملنے اور آخرت کا ثواب حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں اور کثرت سے خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اُن کے لئے رسول اللہ صلی اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ذات منبع [illegible]رکات بہترین نمونہ ہیں۔ چاہیئے کہ ہر معاملہ، ہر ایک حرکت و سکون اور نشست و برخاست میں اُن کے نقش قدم پر چلیں اور ہمّت و استقلال وغیرہ میں اُن کی چال سیکھیں۔ کفّار کی فوجیں ناکام واپس جاچکیں لیکن ان ڈرپوک منافقوں کو اُنکے چلے جانے کا یقین نہیں آتا۔ پیغمبرؐ کو دیکھو ان سختیوں میں کیسا استقلال رکھتے ہیں۔ حالانکہ سب سے زیادہ اندیشہ اور فکر اُن ہی پر ہے۔ مگر مجال ہے پائے استقامت ذرا جنبش کھا جائے۔ جو شخص دین و دُنیا کی نجات و سربلندی اور سرفرازی چاہتا ہے۔ توحید الٰہی ماننے کے بعد اُس کا دُوسرا مقدم و اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ایک ایک گوشہ کا جائزہ لے اور دیکھے کہ حیاتِ طیبۂ رسول اور اُسوۂ حسنہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کہاں تک اس کی زندگی اور زندگی کے اعمال کے مطابق و موافق ہیں اور کس حد تک عدمِ مطابقت ہے۔ اگر مخالفت پائے تو اُس کو دُور کرنے کی کوشش کرے اور پوری مطابقت پیدا کرے۔

محبت کی دو قسمیں ہیں ایک محبتِ طبعی دوسری رُوحانی (اعتقادی) محبتِ طبعی یہ ہے کہ آدمی کی محبت اولاد سے، اولاد کی محبّت ماں باپ سے، بھائی کی محبّت بھائی سے، بیوی کی محبت شوہر سے، شوہر کی محبت بیوی سے۔ مُحب کی محبت محبوب سے اور محبوب کی محبت اپنے محبت کرنے والے سے۔ یہ سب محبت طبعی کی قسمیں ہیں۔ ان سب میں طبیعت کا میلان ایک دوسری ہستی کی طرف ہوتا ہے۔ جس میں ایک قسم کا جذب و کشش کا مادہ پایا جاتا ہے۔ عام طور پر محبت صرف اسی کو سمجھا جاتا ہے۔ کہ طبیعت کے اندر ایک ایسا میلان پایا جائے۔ کہ ہم محبوب کے بغیر ماہیِ بے آب [illegible]یں اور جس طرح لوہا مقناطیس [illegible] بخود کھنچتا چلا جاتا ہے اسی [illegible] محب کو کھینچ لیتا ہے۔ او[illegible] جذبِ اندرونی سے مجبور ہو کر [illegible]ا چلا جاتا ہے۔ مگر اس کے علاوہ محبت کی ایک اور قسم بھی ہے۔ جسے ہم نے اعتقادی یا عقلی محبت سے تعبیر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عقل سے آدمی اس بات کو اچ[illegible] سمجھتا اور جانتا ہو۔ کہ فلاں [illegible] نہایت ضروری ہے۔ اور اس [illegible]رجہ ان طبعی جذب و کشش [illegible] سب محبوبوں سے بڑھ کر ہے۔ خواہ طبعی طور پر اس شخصیت کی طرف اُس کے میلان کی وہ حالت ہو یا نہ ہو۔ مگر جب عقلی طور پر اچھی طرح سمجھتا ہے کہ فلاں جگہ میری محبت میرے ایمان کا جزو ہے تو ایک وقت ایسا بھی آسکتا ہے کہ عقلی یا اعتقادی محبت طبعی محبت پر غالب آجائے۔

مثال کے طور پر آپ کو اپنے بیٹے سے طبعی محبت ہے اور آپ کے دل کے اندر اُس کے لئے ایک قسم کی کشش موجود ہے۔ اور آپ کو قرآن مجید سے اعتقادی یا عقلی محبت ہے آپ اُس کی عزّت و تعظیم کرتے ہیں۔ محبوب سمجھتے ہیں مگر اس محبت میں وہ جذب و کشش نہیں جو بیٹے کی محبت میں تھا۔ مگر جب آپ دیکھتے ہیں کہ آپ کا بچّہ قرآنِ پاک کی بے ادبی کر رہا ہے تو آپ اُسے ٹوکتے ہیں۔ روکتے ہیں۔ نہیں مانتا تو آپ اُسے مارنے پر اُتر آتے ہیں یہ کیا ہے؟ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں ہم نے کہا تھا۔ کہ اعتقادی محبت طبعی محبت پر غالب آجاتی ہے۔ گو بظاہر قرآن پاک کی طرف آپ کا دل یوں نہیں کھنچتا جیسا بیٹے کی طرف کھنچتا ہے مگر آپ یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ آپ کا پیارا بیٹا قرآن پاک کی بے ادبی کرے خواہ اُس کے ساتھ آپ کے پیار کا معاملہ کتنا ہی مضبوط و مربوط ہی کیوں نہ ہو۔ آپ پہلے زبان سے اُسے سمجھاتے بجھاتے ہیں نہیں سمجھتا تو آپ زد و کوب سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ پس یہیں سے اندازہ ہوگیا کہ آپ کو قرآنِ پاک سے محبت اولاد کی نسبت سے زیادہ ہے۔ البتہ اولاد کی محبت طبعی ہے۔ اس میں طبعی میلان اور جذب و کشش کا دخل ہے۔ اور قرآنِ پاک کی محبت اعتقادی ہے۔ اس میں بظاہر وہ جذب طبعی نہیں۔ مگر بباطن محبت طبعی پر اس کا غلبہ موجود ہے۔ ورنہ طبیعت ہرگز یہ گوارا نہ کرتی کہ آپ اپنے پیارے بیٹے کو مارتے۔

سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، ختم المرسلین خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت جزوِ ایمان ہے یعنی ایمان اس محبت کے بغیر تکمیل پذیر نہیں ہوسکتا کوئی مومن، مومن کہلانے کا حقدار نہیں جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ محبت نہ رکھتا ہو۔ مگر اس معاملہ میں محبتِ طبعی کی بجائے محبت اعتقادی ہی درکار ہے۔ طبعی محبت بھی پیدا ہو جائے تو یہ بہت بڑا درجہ ہے۔ مگر اعتقادی محبت کے بغیر تو ایمان ہی مکمل نہیں ہوسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے فضائل و کمالات حدِّ شمار سے باہر ہیں عقلِ انسانی کی کیا طاقت ہے کہ اُن تک

رسائی حاصل کر سکے۔ زبان میں کیا طاقت ہے کہ آپ کی تعریف و توصیف بیان کر سکے۔ اور قلم میں اتنی قدرت کہاں ہے کہ کچھ لکھ سکے۔ مختصر اتنا جان لیجئے کہ حضور تمام انبیاء کے قافلہ سالار۔ سب رسولوں کے سردار۔ سب میں افضل اور سب کے خاتم ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّلَدِہٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔

ترجمہ۔ تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کی جان و مال سے اور آل اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز و محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس حدیث کے مطابق مسلمان کو خدا کے بعد سب سے زیادہ محبت و عقیدت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونی چاہیئے۔ آپ کی محبت ایمان باللہ کی علامت ہے اور دینداری کی پہلی پہچان ہے۔

اللہ کی محبت کا دعوے اتباع رسول کا دوسرا نام ہے

مشرکین عرب کا وطیرہ تو یہ تھا کہ وہ پوجتے تو بتوں کو تھے لیکن کہتے تھے کہ ہم یہ کام خدا کی محبت میں کرتے ہیں۔ یعنی بت پرستی سے ہماری نیت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سے راضی رہے گا۔ یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ ہمارے بزرگ پیغمبر ہوئے ہیں اور ہم بزرگوں کی اولاد ہیں لہٰذا ہم سے اللہ تعالےٰ ضرور محبت کرے گا۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَاَحِبَّآؤُہٗ ۔ اسی طرح اہل مکہ بھی سمجھتے تھے کہ ہم لوگ چونکہ بیت اللہ شریف کے خادم و مجاور ہیں اور حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اس لئے خدا تعالےٰ ہم سے بھی ضرور محبت کرے گا۔ ان کھوکھلے اور گمراہ کن خیالات کی تردید کے لئے اللہ تعالےٰ عزّ اسمہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ پ ۳ ع ۱۲

اعلان کر دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرنی چاہتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

اگر دنیا میں آج کسی شخص کو اپنے مالک سے حقیقی محبت کا دعوے یا خیال ہو تو لازم ہے کہ اُس کو اتباع محمدیؐ کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لے۔ سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ جو شخص جس قدر حبیب خدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ چلتا اور آپ کی لائی ہوئی روشنی کو مشعل راہ بناتا ہے اسی قدر سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی محبت کے دعوے میں سچا اور کھرا ہے۔ اور جتنا اس دعوٰ میں سچا ہوگا اتنا ہی حضورؐ کی پیروی میں مضبوط و مستعد پایا جائے گا۔ جس کا پھل یہ ملے گا کہ حق تعالےٰ اس سے محبت کرنے لگے گا اور اللہ کی محبت اور حضورؐ کے اتباع کی برکت سے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آئندہ طرح طرح کی ظاہری و باطنی مہربانیاں مبذول ہوں گی

اس آیت مقدسہ کا مفہوم اور مفاد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت کا دعوٰے سچا اسی وقت ثابت ہو سکتا ہے اور اُس کی رضامندی جب ہی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی اور فرمانبرداری کروگے اور اگر تم حضورؐ کی پیروی نہیں کرتے تو تمہارا خیال غلط [illegible] تمہارا دعوے باطل ہے۔ زبانی جمع [illegible] بارگاہ الٰہی میں کوئی وقعت [illegible]

عزیزان ملت [illegible] ے بر حال ما یہی حال آج کل ہم [illegible] نوں کا ہے ہم زبان سے تو اپنے سچے مسلمان ہونے کا بڑے زور کے ساتھ دعوے کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں [illegible] اور دھن سب سے پیارے [illegible] ۔ ہم ان پر قربان اور نثار [illegible] کی کیفیت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی [illegible] وسلم کی تعلیمات و ہدایات پر چلنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور آپ کی پیروی سے کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں۔ مگر افسوس یہ لوگ عجیب عاشق رسول ہیں کہ یوں تو آپ پر قربان و نثار ہیں۔ مگر آپ کے احکام کو دل کھول کر پامال کرتے ہیں۔ نہ صورت و شکل اُسوۂ حسنہ کے مطابق اور نہ لباس وضع، تمدن و معاشرت اور اخلاق و اعمال میں آپ کی پیروی کی ضرورت۔ دنیا کے جتنے کام کرتے ہیں اپنی مرضی اور باپ دادا کی رسموں کے مطابق۔ گویا ہمارا عملی تعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محض آپ کا کلمہ پڑھنے تک محدود ہے۔ اور دنیاوی امور میں ہم قطعاً آزاد ہوتے ہیں۔ کہ جو جی چاہے سو کریں اور اگر کوئی پابندیٔ شریعت کا درس دے تو طرح طرح کے حیلے اور قسم قسم کے بہانے تراش کر کترا جائیں۔ یہ ہے ہمارے عشقِ رسولؐ کے دعوے کی حقیقت۔ مگر لطف یہ ہے کہ پھر بھی پکے اور سچے مسلمان ہونے کا دعوے۔ آیئے اس دعویٰ کو قرآن کی روشنی میں دیکھیں۔

سچا مسلمان کون ہے؟

آؤ اس بات کو معلوم کریں کہ محبت اطاعت رسولؐ کا قرآنی معیار کیا ہے۔ سچے مسلمان کا کیا فرض ہے اور اس کو اپنی مرضی پر چلنے کا کہاں تک اختیار ہے سو اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ [illegible] یَّکُوْنَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِہِمْ وَمَنْ [illegible] اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ۝

سورہ الاحزاب رکوع ۵ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ اور کسی مسلمان مرد اور مسلمہ عورت کو لائق نہیں کہ جب کوئی کام اُس کے واسطے اللہ اور اس کا رسولؐ مقرر کر دے تو پھر [illegible] کو اپنے دل اور اپنی مرضی کا کچھ بھی اختیار باقی رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا وہ کھلا گمراہ ہوگا۔

یعنی ایک مسلمان کو ہرگز یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ رسول [illegible] اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال اور اسوۂ حسنہ کو چھوڑ کر دین و دنیا کا کوئی کام اپنی مرضی اور برادری کے مطابق کرے۔ اگر اس کے بعد بھی کوئی مسلمان خدا اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے تو اُس کی گمراہی اور بے دینی میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ مسلمان کا کیا فرض ہے اُس کا جواب قرآن نے یہ دیا ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا ۚ سورہ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ اور جو کچھ تم کو رسول دے اُس کو لے لو۔ اور جس چیز سے تم کو منع کرے اس سے باز آجاؤ۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمرالدین - دفتر دار میر پور خاص)
(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو خدام الدین - یکم مارچ ۱۹۵۷ء)

(۶)

ذکر الٰہی کی برکت سے قیامت کے دن خوف اور حزن نہ ہوگا

قیامت کا دن بڑا ہولناک ہوگا۔ لوگ اپنے پسینوں میں غرق ہوں گے۔ سائے کے لئے کوئی مکان اور عمارت نہ ہوگی۔ بدن پر گرمی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا نہ ہوگا۔ پاؤں میں جوتا نہ ہوگا۔ آفتاب جو اب ہم سے بہت دُور ہے بہت قریب کیا جائے گا۔ ہر شخص کو اپنی جان کے چھٹکارے کی فکر دامنگیر ہوگی

حدیث شریف میں آیا ہے۔ اس دن اللہ تعالےٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنے سایہ میں رکھے گا۔

(۱) انصاف کرنے والا حاکم

(۲) [illegible] جوان جس نے عبادت الٰہی میں [illegible] سنبھالا۔

(۳) [illegible] شخص جس کا دل مسجد سے لگا رہتا ہے۔ (پنجوقتہ فریضہ نماز با جماعت مسجد میں ادا کرتا ہے۔ جب ایک نماز پڑھ کر [illegible] سے باہر آتا ہے تو دوسری نماز کے [illegible] میں رہتا ہے کہ کب نماز کا وقت [illegible] مسجد میں جاؤں۔)

(۴) وہ دو آدمی جو محض اللہ تعالےٰ کے واسطے آپس میں دوستی رکھتے ہیں۔ اگر ملاپ ہے تو وہ بھی اللہ تعالےٰ کے واسطے اور اگر [illegible] ہوتے ہیں تو وُہ بھی اللہ کے [illegible] (یعنے صرف دین مدِ نظر ہے کوئی ذاتی غرض ملنے اور جُدا ہونے میں نہیں)

(۵) وہ شخص جسے کسی مالدار باعزت خوبصورت عورت نے (بدکاری کے واسطے) بُلایا مگر (وُہ رُک گیا) اور کہہ دیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

(۶) وہ شخص جو پوشیدہ طور سے اس طرح خیرات کرتا ہے کہ اُس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی کہ دائیں ہاتھ سے کتنا دیا ہے۔

(۷) وہ شخص جو تنہائی میں ذکر الٰہی کرتا ہے۔ اور (خوف الٰہی) سے اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ (بخاری شریف کتاب الاذان باب مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے کا ثواب اور مسجد کی فضیلت)

اس حدیث شریف میں ۲ اور ۳ میں ان نیک حضرات کا ذکر ہے۔ جو ذکرِ الٰہی کا بہت شغل رکھتے ہیں اور ۷ میں اس کا ذکر ہے جو چھپ کر اخلاص کے ساتھ اپنے قلب کو ماسویٰ اللہ تعالےٰ سے خالی کر کے اللہ اللہ کرتا ہے اور اس کے باوجود خوف خدا سے روتا ہے ؎

ذکر را اخلاص می باید نخست
ذکر بے اخلاص کے باشد درست
(عطار رح)

قیامت کے اہوال سے بچنے کے لئے ہمیں بڑی کوشش کر کے مذکورہ بالا اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔

نیز مشارق الانوار میں حضرت ابوہریرہ رض سے ایک حدیث بحوالہ مسلم یوں درج ہے:۔

سِیْرُوْا هٰذَ[illegible]ن وَسَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ۔ قَا[illegible]فَرِّدُوْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ [illegible] الذّٰكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرَاتِ

(۱۹۳۵ء مطبع مجیدی کانپور ص۲۲۳)

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو! یہ جُمدان پہاڑ ہے۔ "مفردون" سبقت [illegible] صحابہ رض نے دریافت فرمایا، یا ر[illegible] مفردون کون ہیں؟ آپ سرکار ص نے [illegible] مرد اور عورتیں جو ذکر الٰہی بکثرت [illegible]

مشارق الانوار میں اس حدیث شریف کے شروع میں لکھا ہے۔ کہ سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظمہ کے راستے پر سفر فرما رہے تھے کہ جُمدان پہاڑ پر نظر مبارک پڑی اور آپ نے مذکورہ بالا حدیث فرمائی۔ "اس پہاڑ کے قریب کوئی دوسرا پہاڑ نہیں یہ تنہا ہے۔ اسی طرح اللہ کی یاد کرنے والے بھی اس کی یاد میں تنہائی پسند اور گوشہ گیر رہتے ہیں۔

مفردون وہ لوگ ہیں۔ جو ذکرِ الٰہی پر حریص اور فدا ہیں۔ یادِ الٰہی ان کے گناہوں کے بوجھ کو اُتار ڈالے گی۔ سو وہ قیامت میں ہلکے پُھلکے آوینگے ؎

مومنا ذکرِ خدا بسیار گوئی
تا بیابی، ہر دو عالم آبروئی
(عطار رح)

معاش کے دھندے اہل ذکر کو ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتے

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

ترجمہ۔ ایسے آدمی جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز کے پڑھنے اور زکوٰۃ کے دینے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائینگی۔ (حضرت مولانا احمد علی صاحب)

یعنے اہلِ ذکر، ذکر الٰہی کو باقی سب چیزوں پر مقدم گردانتے ہیں۔ ذکر الٰہی بڑے ذوق اور شوق سے کرتے ہیں۔ مکّہ معظمہ اور مدینہ شریف میں حاجی صاحبان اب بھی یہ بات ملاحظہ کرتے ہیں کہ کاروباری لوگ اذان سُن کر اپنی دوکانوں کے دروازوں پر پردے لٹکا کر مسجد شریف میں نماز کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ یہ بڑا ہی اچھا وصف ہے۔ جس کو ہمارے ملک کے تاجروں کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے اور اور عملی طور سے دِکھلا دینا چاہئے۔ کہ دُنیاوی کاروبار ہمیں نماز اور دوسرے ذکر و اذکار سے نہیں روک سکتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رح نے اپنے دورِ حکومت میں ہدایت جاری فرما دی تھی کہ نماز کے وقت سب اہلکار کاروبار بند کر کے اول نماز ادا کریں۔ اللہ کرے ہمارے موجودہ حکام بھی اس آیت پر عمل کر کے دکھلا دیں کہ ہمیں دفتری مشاغل فریضہ نماز سے نہیں روک سکتے۔

ابن کثیر میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مذکور ہے کہ "اگر مجھے بیوپار اور تجارت میں ہر روز تین سو اشرفیاں ملیں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

(بقیہ تحسنہ کائنات صفحہ ۱۲ سے آگے)

تھے۔ اور احادیث مبارکہ کے ہر لفظ کو پوری توجہ سے سُن رہا تھا۔)

مولوی عبدالعزیز صاحب نے اپنے وعظ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ کہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں تین آدمی ایک دفعہ بارش سے پناہ لینے کی غرض سے ایک غار میں چلے گئے۔ اچانک اُن کے داخلے کے بعد پہاڑ پر سے ایک بڑا پتھر گرا۔ اور اس نے غار کے مُنہ کو پُورا بند کر دیا۔ تو اس وقت اُن میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اگر تو نے کوئی رضائے الٰہی کے لئے کبھی کوئی کام کیا ہو۔ تو اُس کو پیش کر کے اللہ تعالےٰ سے اپنی رہائی کی دُعا کرو۔ تو اُن تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اگر تو نے کوئی رضائے الٰہی کے لئے کبھی کوئی کام کیا ہو۔ تو اس کو پیش کر کے اللہ تعالےٰ سے اپنی رہائی کی دُعا کرو۔ تو ان تینوں میں سے ایک شخص نے کہا۔ الٰہی میرے والدین بالکل بوڑھے تھے۔ اور میرے بچے اس وقت چھوٹے چھوٹے تھے۔ تو میں بکریاں چرایا کرتا۔ الٰہی میں دودھ دوہ کر پہلے والدین کو پلاتا اور پھر اپنے بچوں کو پلاتا۔

ایک دن میں دُودھ لے کر آیا۔ میرے ماں باپ سوئے پڑے تھے۔ لہٰذا میں اُن کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اُن کو نیند سے بے وقت جگانا۔ اور اپنے بچوں کو ماں باپ سے پہلے دودھ پلانا مجھے ہرگز پسند نہ تھا۔ حالانکہ میرے بچے میرے قدموں سے چمٹ کر رو رہے تھے۔

اور یہ حالت طلوع فجر تک قائم رہی۔ الٰہی! تیرے علم میں اگر میرا یہ کام محض تیری رضا کے لئے تھا۔ تو ہمیں مصیبت سے نکال۔ حتےٰ کہ ہم آسمان دیکھیں۔ تو اس وقت بحکم پروردگار غار کے مُنہ سے پتھر اتنا سرک گیا کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے مگر ہمارا مطلب صرف اسی حصے سے تھا۔ جس کا بیان آپ لوگوں نے سُن لیا۔

مجھے امید ہے کہ آپ کو اس مبارک واقعہ سے خدمتِ والدین کی اہمیت کا ضرور احساس ہو گیا ہوگا۔ اسی طرح ایک شخص نے رسولِ خدا سے سوال کیا۔ یا رسولؐ اللہ ما حقُ الوالدین علی ولدھما (یا رسولؐ اللہ اولاد پر والدین کے حقوق کی وضاحت فرمائیے) قال ھما جنّتک و نارُک (ابن ماجہ) ارشاد ہُوا۔ اے سوال کرنے والے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک تجھ کو جنّت کا وارث بنا سکتا ہے۔ اور اس کے برعکس، اُن کی نا فرمانی تجھ کو جہنّم میں گھسیٹ کرلے جا سکتی ہے۔

میں اس موقعہ پر اپنی بہنوں کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ اپنے اپنے سسرال کے گھر میں نہایت خادمانہ اور متواضعانہ زندگی بسر کریں۔ تاکہ اُن کی وجہ سے اُن کے خاوندوں کو بھی اپنے والدین کی خدمت کا پُورا پُورا موقع مل سکے۔ اور وہ جہنم کی دہکتی ہوئی آگ سے بچ جائیں۔ یاد رکھو۔ والدین کو ہم پر اس قدر اختیار ہے کہ ہمیں اُن کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا بھی کسی حالت میں جائز بلکہ ضروری ہو جاتا ہے۔

خیر میں اپنی تقریر کو اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے خدائے ذوالمنن تو اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اپنی عبادت اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور والدین کی خدمت کا صحیح جذبہ عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

(بقیہ محبت رسولؐ صفحہ ۱۶ سے آگے)

مال و جائداد وغیرہ جس طرح پیغمبرؐ اللہ کے حکم [illegible] کریں۔ اُسے بخوشی و رغبت قبول [illegible] لے لو۔ جس سے روکا جا[illegible] اسی طرح اُس کے تمام احکا[illegible]ر و نواہی کی پابندی کرو۔ حضرات! مذکورہ ہردو آیات سے معلوم ہُوا کہ اُسوۂ رسولؐ کی پیروی اور شریعت کی پابندی مسلمان کا پہلا فرض ہے اور سچا مسلمان وہی ہے جو پابندِ شریعت ہو۔

(بچوں کا صفحہ صفحہ ۱۹ سے آگے)

[illegible] پُورا اعتماد حاصل کر لیا تو بچہ [illegible] بات بتا دی کہ "ب" امی کی [illegible] ہے اور آپا ابّا جان کی اور مجھے کوئی نہیں چاہتا۔

یہ تمام باتیں ـــــ بچّے کی شخصیت کی بنیاد ڈالتی ہیں۔ اور بقول ڈورس آڈلم "محفوظ جگہ ہے جہاں پر بچّے کی شخصیت کی بنیاد پڑتی ہے۔ اچھا کنبہ بچّے کو کامیاب شخصیت کا مالک بنا دیتا ہے۔

(بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۹ سے آگے)

موت سے پہلے وہ مرنے کی تیاری کرتا رہتا ہے۔

سوچا کیجئے کہ یہ حالت پیدا ہوئی ہے۔ یا نہیں۔ اللہ والوں کی صحبت میں یہ رنگ پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر موت یاد رہتی ہے۔ اور اس کے لئے تیاری بھی شروع ہو جاتی ہے۔ ورنہ عام طور پر موت یاد ہی نہیں رہتی۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو معیاری بندوں کی صحبت میں پہنچائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

میرے خیال میں اس وقت شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی، مقبولینِ بارگاہِ الٰہی کے معیاری حضرات میں سے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم کو ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

اطلاع

حضرت مولانا احمد علی صاحب ۲۳-۲۴ مارچ ۱۹۵۷ء کو لاہور میں تشریف فرما نہ ہوں گے۔ ملاقات کے لئے باہر سے تشریف لانے والے احباب [illegible]ٹ فرمالیں۔ تاکہ ان کو سفر کی زحمت [illegible]نی پڑے۔ (مدیر)

ضرورت ہے

جامعہ اسلامیہ بستی نو ملتان کے لئے ایک صاحب عمل حافظ قرآن [illegible] ضرورت ہے۔ جو حفظ قرآن ناظرہ کی [illegible] میں ماہر ہوں۔ تنخواہ کا فیصلہ خط و کتابت سے فرمائیں۔

مہتمم جامعہ نو اسلامیہ بستی نو۔ ڈاکخانہ نواب پور ملتان۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کے ملنے کا پتہ

۱- کراچی - ملک محمد اسلم خاں صاحب معرفت شمع علمی بک سٹال۔ نزد ریڈیو سٹیشن بندر روڈ

۲- لاہور - (۱- دفتر ہفت روزہ "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ

۲- مولوی عبداللطیف خاں صاحب نیوز ایجنٹ۔ چوک پرانی کوتوالی اندرون دہلی دروازہ

بچوں کا صفحہ

بچّہ کی سیرت اور شخصیّت

از سعیدہ طاہر صدیقی ایم، اے، ایل، ٹی، سابق ریسرچ اسکالر

(گزشتہ سے پیوستہ)

باپ کا رول

گھریلو ماحول میں دوسری ہستی جو بچّہ کی شخصیت کی تعمیر میں حصّہ لیتی ہے - وہ باپ ہے باپ کی موجودگی میں بچّہ صرف ماں ہی سے نہیں رل مل جاتا بلکہ وہ باپ سے بھی اتنی ہی رغبت رکھنے لگتا ہے - باپ بچّے کے سامنے مہذب سوسائٹی کا وہ دوسرا ممبر ہوتا ہے - جس سے اس کے کردار کی تشکیل میں کافی مدد ملتی رہتی ہے -

ماں اور باپ دو مختلف جنس سے متعلق ہوتے ہیں - اور اس طرح بچہ ان دونوں جنسوں سے اچھی طرح متعارف ہو جاتا ہے اور [illegible] میں عورت اور مرد دونوں ہی کی [illegible]ت میں اعتماد کی نشو ونما شروع ہو جاتی ہے - برعکس اس کے کہ وہ بچّہ جو باپ [illegible]ے محروم ہو وہ مرد کو اجنبی سمجھتا ہے اسے اس کی ذات پر اعتماد کم ہی ہوتا ہے اور وہ اس سے خوفزدہ رہتا ہے -

والدین کی آپس میں محبت اور عمدہ [illegible]قات بچّہ کے سامنے کنبہ کی زندگی کا ایک بے مثال نمونہ ہوتی ہے جس سے وہ سبق لیتا ہے - اور جو اس کے کردار پر اپنا نقش جما دیتی ہے - والدین کے آپس میں اچھے تعلقات سے اولاً اُس کو زیادہ محفوظ ہونے کا احساس رہتا ہے - جس سے وہ اپنے والدین پر بھروسہ اور اعتماد کرتا ہے اور دوسرے یہ کہ آئندہ کے لئے اس کا محبت، شادی اور والدین کے متعلق نظریہ صحیح اور صحت مند ہو جاتا ہے - اسی لئے کہا جاتا ہے کہ لڑنے جھگڑنے والے والدین بچّہ کے لئے بہت ہی نقصان دہ ہو سکتے ہیں - ماں باپ میں جس وقت لڑائی جھگڑا ہونے لگتا ہے بچّہ اس وقت بہت ہی متفکر اور پریشان ہو جاتا ہے - اس کو یہ خوف لگا رہتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کو زخمی نہ کردیں یا پھر اس کی ماں اس جھگڑے میں مر نہ جائے - اور اس طرح اس میں غیر محفوظ ہونے کا زبردست احساس پیدا ہو جاتا ہے - بچّہ کے ذہن میں ایک کشمکش پیدا ہو جاتی ہے - اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ ان دونوں میں سے وہ کس کو صحیح سمجھے - کس سے وفاداری کرے - اور کس کی تابعداری، حالانکہ وہ دونوں ہی سے محبت کرتا ہے اور اس کو یہ خیال ہی ناگوار گذرتا ہے - کہ اس کے والدین میں سے کوئی بھی غلط کام کر سکتا ہے - آپ سمجھتے ہیں جب بچّے میں اپنے والدین کے متعلق "غلط کام کرنے" کا احساس پیدا ہو جائے گا - تو اس کے دل میں اپنے والدین کی عزّت کم ہو جائے گی - اور اس کے دل سے "غلط کام" کرنے کا خوف جاتا رہے گا اور اس طرح وہ بڑا ہو کر سماج اور حکومت کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے -

و[illegible] سلوک کا اثر

بچّہ [illegible] کی تعمیر میں والدین کا کردار جہاں [illegible] ہوتا ہے - وہاں ان کا بچّہ کے ساتھ سلوک بھی خاص اہمیت رکھتا ہے - جو بچّے والدین کی محبت سے محروم ہوتے ہیں ان کے کردار میں مندرجہ ذیل باتیں ضرور موجود ہو[illegible] -

اولاً یہ کہ ایسے [illegible] محبت یا ان کی توجہ حاصل [illegible] میں ہر وقت لگے رہتے [illegible] دوسرے سے اپنی محرومی کا انتقا[illegible] کی خواہش میں ہر وقت کوشاں رہتے ہیں یا پھر ہر وقت تشویش اور فکر میں رہتے ہیں - ہر محروم بچّہ کے کردار میں ان تینوں میں سے کوئی نہ کوئی میکانیت ضرور موجود ہوگی اور ان باتوں کا وجود اس کی ذہنی صحت کے راستہ میں حائل ہوگا - ایسے بچّے اس گروہ کی عمدہ مثال ہیں، جو بدمزاج ہوتے ہیں - اور جن پر غصّے کے دورے بے اختیار ہوتے رہتے ہیں اور یہی چیز بچّہ کے کردار اور شخصیت کا ایک حصّہ بن جاتی ہے -"

بھائی بہن کے ساتھ

بھائی بہن کی موجودگی بھی بچّہ کی شخصیّت کی تشکیل میں مددگار ہوتی ہے - بچّہ اس بات کو سیکھ جاتا ہے - کہ ایک چاہی جانے والی چیز سے کئی لوگ آپس میں مل کر محبت کر سکتے ہیں - بعض بچّے آپس میں مل کر محبت کر سکتے ہیں - بعض بچے آپس میں ایک دوسرے سے جلنے لگتے ہیں - وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ان کے والدین فلاں کو زیادہ چاہتے ہیں اور اس کو نہیں یا پھر وہ یہ چاہتے ہیں - کہ ماں باپ صرف انہی سے محبّت کریں اوروں سے نہیں - اس وقت ماں باپ کو چاہئے کہ بچّہ کو صحیح بات سمجھا دیں اور اس کا خود غرض اور حاسد ہونا ختم کر دیں - یعنی "سب کے ساتھ مل کر رہنا" سکھانا والدین کا فرض ہے - اس طرح بچّہ بڑا ہو کر دوسروں سے مل کر رہ سکتا ہے - اس لئے عام طور سے دیکھا گیا ہے - اکلوتے بچّے ٹھیک نہیں ہوتے - وہ ہر چیز کا اکیلا مالک ہوتا ہے اور وہ اس ابتدائی لیکن اہم سبق سے محروم رہ جاتا ہے - ایسا بچّہ آئندہ زندگی میں حسد اور جلن کا شکار ہو جاتا ہے - والدین کا فرض ہے - کہ وہ اپنے بچّوں کے ساتھ یکساں محبت کریں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صحیح جذبات بچّہ سے چھپا لئے جائیں گے تو یہ ان کی غلط فہمی ہے - کیونکہ بچّہ اس معاملہ میں بہت ہی ہوشیار ہوتا ہے اور وہ اپنی جگہ کو جو کہ اس کو والدین کی محبت میں حاصل ہوتی ہے - فوراً ہی محسوس کر لیتا ہے - مثال کے طور پر ایک بچّہ جس کی عمر تقریباً تین برس کی تھی "تربیت گاہ اطفال" میں لایا گیا - اس کی بیماری یہی تھی - کہ وہ ہر وقت رنجیدہ اور اداس رہا کرتا تھا - اس کے والدین کو اس بات کا قطعی یقین تھا کہ وہ اپنے تمام بچّوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کر سکتے ہیں - اور بچّہ کے دل میں جلن یا اس کو کم چاہنے کا احساس نہیں ہے - لیکن اپنے دل میں اپنے والدین کے متعلق الگ رائے رکھتا تھا - کیونکہ جب ایک ماہر نفسیات نے بچّے سے بات چیت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۳

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۶/۲۱/۱۶۳ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C-B-T/-۲۷۳-۲۲۸۱ مورخہ ۱۸ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ ۵ روپے
ششماہی ۳ روپے
فی پرچہ ۲ آنے

اعلان

مدرسہ قادریہ تعلیم القرآن مسلم آباد (نئی آبادی) ڈاک خانہ باغبانپورہ لاہور میں جاری کیا ہے منفقین و مخلصین احباب جماعت سے خصوصی اور عامۃ الناس سے عمومی استدعا ہے۔ کہ اس کار خیر میں حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں۔

نوٹ:- ایک مسجد بھی زیر تعمیر ہے۔

ترسیل زر کا پتہ:-
حکیم محمد ابراہیم ناظم مدرسہ قادریہ تعلیم القرآن حکیم منزل ۱۳ حکیم سٹریٹ نزد جامع مسجد نور مسلم آباد۔ ڈاکخانہ باغبانپورہ لاہور

ہفت روزہ خدام الدین لاہور کا
بلا نظیر
قرآن مجید نمبر

یکم رمضان ۱۳۷۶ھ مطابق ۵/۲ اپریل ۱۹۵۷ء کو شائع ہو رہا ہے۔

جس میں نامور علماء کرام و بلند پایہ مضمون نگار حضرات کے مضامین قرآن مجید کے مختلف عنوانات پر شائع ہوں گے۔ ضخامت قریباً ۸۰ صفحات۔ رنگین خوبصورت ٹائیٹل [illegible]

ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔ اور اپنے آرڈر جلد از جلد بک کرا[illegible]
مشتہرین حضرات اپنے اشتہارات کے مضمون اپنی بھی[illegible]
منیجر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور